

MADE IN CHINA NO:2611

کتابخانه محرم و حسین کاظم
۲۵۴۰
۳۴۱۶۸

NOT FOR COMMERCIAL TRADE

8

7

6

5

4

3

2

1

2

3

4

5

6

7

8

9

10

11

12

13

14

15

16

17

18

19

20

21

22

23

24

25

26

27

28

29

30

31

32

33

34

35

36

37

38

39

40

41

42

43

44

45

46

47

48

49

50

51

52

53

54

55

56

57

58

59

60

61

62

63

64

65

66

67

68

69

70

71

72

73

74

75

76

77

78

79

80

81

82

83

84

85

86

87

88

89

90

91

92

93

94

95

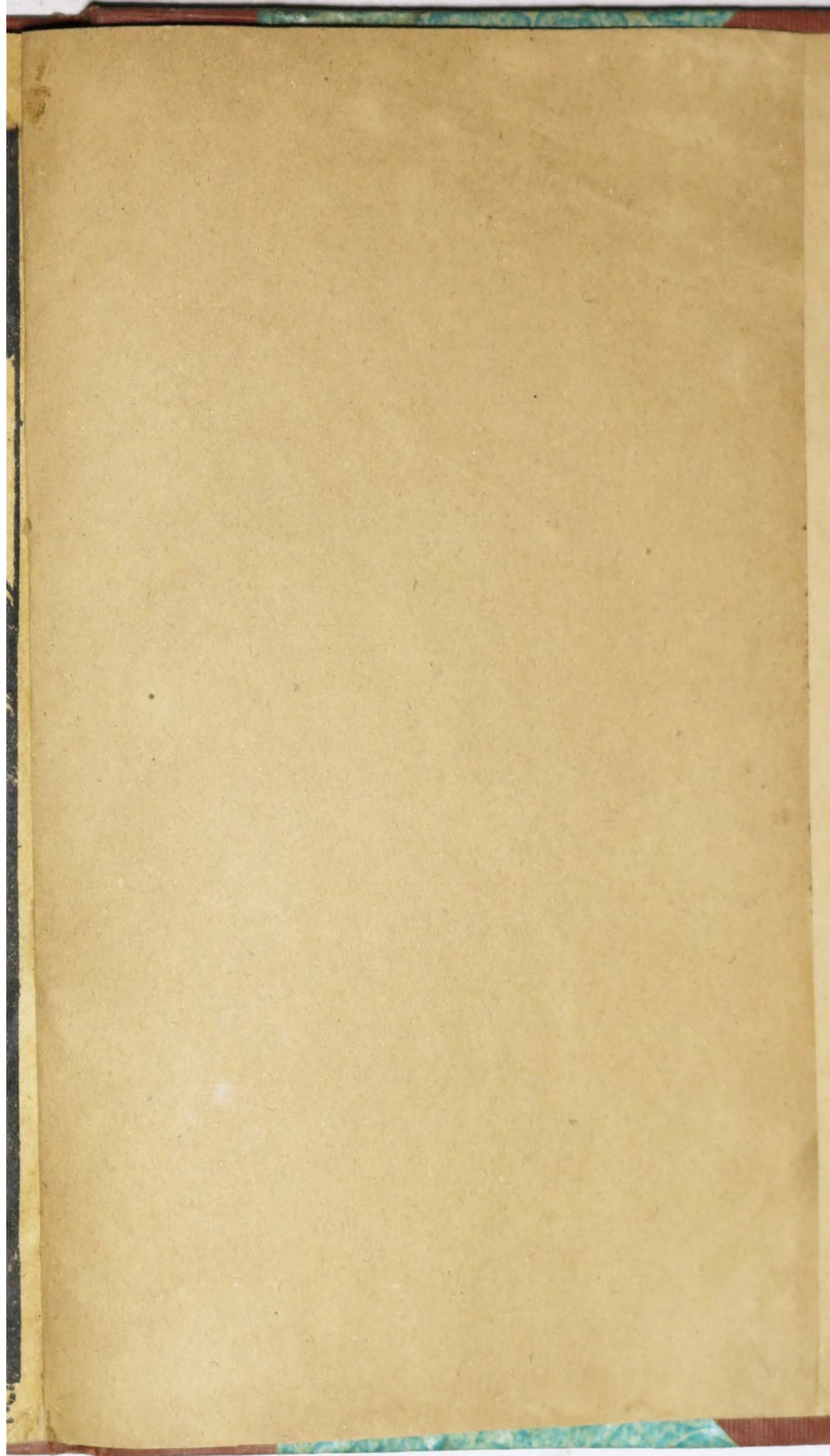
96

97

98

99

100



الحمد لله تبصق امه

دار تبلیغ کا آٹھواں شاندار نمبر

تعزیه داری کی حمایت میں

بہر فرقہ کے لیے



کارنامہ محرم

دنیا میں غم

اور حسینؑ کا ماتم

ان

مصور حقیقت۔ ابوالمنظر

ابن جناب مولوی حاجی سید رفی صاحب مرحوم مفتوح ضلع سہارنپور
(بقراہت)

جناب سکرٹری صاحب دار تبلیغ ہدایت الہیہ علیہ السلام لکھنؤ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ میں طبع ہوا

قابل تعلیم قابل قدر جدید تحسین کتابیں

تعلیم قرآن و حدیث کا با ترجمہ سلسلہ

(۱) اسلامی دنیا کا مدد مع تعلیم آیات حصہ اول دوم۔
(۲) اسلامی صحیفہ دوسو سے زائد آیات سے اسلام کے اصول و فروع و اخلاق کی تعلیم با ترجمہ باجاز تصاویر ۲۰۲
(۳) صحیفہ رسول آیات معنی و اخلاق اور آیات شان اہلبیت کا مختصر مجموعہ تیار نہیں۔

(۴) قانون قدرت قرآن کی ہر مضمون کی تمام آیات کا جدا جدا حصہ با ترجمہ نہیں ایک خلاق آیات کا نو کیا برقیہ
(۵) صحیفہ زریں چند مشہور احادیث (بابت فضائل اہلبیت) کا ترجمہ چھوٹا سا تیار ہے چھپا نہیں۔

اردو و تحسین جدید مذہبی تعلیم کا سلسلہ
(۱) شیعہ بچوں کا قاعدہ (چھپا نہیں)
(۲) شیعہ بچوں کی پہلی کتاب کا نمونہ قیمت ۲۰۲ روپیہ

(۳) شیعہ بچوں کی دوسری تیسری چوتھی پچھنے والی ہے۔
دیگر تعلیمی کتابیں مرد و جدید سیر کا رہی طریقہ کی

(۱) تکمیل فارسی مع تعلیم و قواعد قیمت ۲۰۲

(۲) تجزیہ فارسی جدید چھپا نہیں
(۳) تہذیب پارسی تہذیب انھوں جاننے کے لیے فارسی چھپا نہیں۔

(۴) خلاصہ قواعد و قواعد فارسی عربی انگریزی ترکی

(۵) گلستانہ اردو نظم اردو - بہار اردو

(۶) اردو سے فارسی میں ترجمہ کرنے والی

(۷) مقدمہ حیات اردو (مفسر زبان اردو)

(۸) مع حیات اردو شعر سابق و حال کے مختصر خلاصہ و کلام

(۹) حیات جاوید تحریر و تقریر کے بقا و فنا امر حسن قریح پر گفتگو کی ہے۔ چھپا نہیں۔ (۱۰) جلوہ حقیقت۔

مرقع عبرت مع نہر کتب مفت شائع ہو چکا۔

(۱۱) ہند اور لکھن (۱۲) موجودہ تحریک پر سرکاش کی فہرست

میں کئی رسالہ (۱۳) اچھے بڑے کی شناخت (۱۴) فارسی انگریزی جملوں کا انتخاب اچھی چھپا نہیں۔

ان کے علاوہ اکثر مختلف قسم کے مضامین اور انتخاب

جدا میں حین کا ذکر لہجہ طوالت یہاں ترک کیا گیا ہے۔

قابل فخر مشہور اہل قلم صنفین و علما کی

قابل قدر تقریظات

تقریظ عالیجناب مولانا مولوی سید نجم الحسن صاحب سید مجتہد العصر دام برکاتہ

بعد سلام باکرام آنکھ میں نے آپ کے رسائل دیکھے مجھے بسبب ضعف بصر کے اتنا موقع تو نہ ملا کہ میں مفصل دیکھ سکوں لیکن اجمالی نظر میں یہ واضح ہو گیا کہ آپ

بچوں کی تعلیم عمدہ اسلوب پر اور نافع طریقہ پر چاہتے ہیں اور آپ کا مقصد یہ ہے کہ کتابت ہی سے بچے

دینیات کی واقفیت حاصل کرتے جائیں۔ اسلامی صحیفہ اور شیعہ بچوں کی پہلی کتاب اس مطلب کی واضح

دلیل ہے مجھے امید ہے کہ آپ کی سعی و کوشش فیض رساں اور آپ کی نیت کامیاب ہوگی اور یہ سلسلہ تصنیف ایک

تبلیغی سلسلہ ثابت ہوگا فلسفہ جبر اور کارنامہ محرم اسکے ثبوت کے لیے کافی ہے خدا آپ کی تائید فرمائے۔

یکم مارچ ۱۳۲۷ نجم الحسن از لکھنؤ مدرسہ اسلامیہ

عالیجناب شمس العلماء فخر الذکر ابن عمہ الامین

مولانا سید سبط حسن صاحب سید

بائسہ بیجان

مجھے فراشید علیہ الرحمہ پر مولانا سید زور حسین صاحب

مدرسہ مدرسہ ائمہ نے اپنے تین رسالہ اسلامی بچوں کا

قاعدہ اسلامی صحیفہ شیعہ بچوں کی پہلی کتاب رحمت

فرمانی جو بچوں کی تعلیم کے لیے انھوں نے تحریر فرمائے تھے

میں نے انھیں کل تو نہیں مگر زیادہ حصہ دیکھا اور تعلیم

نہایت مستحسن عبارت بہت شیوہ و زین میں آئے جانے

والے جیسے قابل یاد تحریر بچوں کے لیے نہایت موزوں ضرورت

زمانہ کے موافق بہر حال طبیعت دیکھ کر نہایت خوش ہوئی

خدا مصنف کو جزا اور اہل ایمان کو اسکی ترویج کی توفیق

رحمت فرمائے آمین واللہ المستعان فی کل باب

سید سبط حسن ابن شمس العلماء نقوی الجاں ۱۳۲۷

نقل خطبہ مولوی سید محمد ہارون صاحب رحمہ اللہ مغفور زنگی پوسی پانچ سالہ
 غرض کہ قابل طبع محترم ادا م اللہ فیہ منکم سلام نیاز قبول ہو آپ کو میری سوانح عمری مفصل معلوم نہیں
 اور خدا نہ کرے معلوم ہو کیونکہ اس داتا ان بلا کشانہ سنو نہ سنو میری داستان سنو۔ بوجہ شدت جن
 ذرا دیر کو آرم نہیں ملتا۔ نیز درجہ علمی مشاغل اور فراموشیوں سے ایک دم کی بھٹی نہیں تو کیونکر دوسرے کا کام لے
 انجام دیا سکتا ہے بہت چاہا کہ آپ کے فلسفہ تحریرات کو کمال دیکھوں۔ نہوسکا۔ جا بجا سے دیکھا ہے بہت
 خوب اور مرغوب ہیں مگر چونکہ میرے رنگ تحریر اور انداز استدلال سے اونکا رنگ بالآخر ادھر میری پرواز
 دماغ سے ان کی پرواز بہت زیادہ ہے اسلئے اصلاح کا کوئی موقع نہ دیکھ سکا۔ واپس کرتا ہوں ضرور پھیرا
 خدا مبارک کرے آپ کی محنت سوارت ہو۔ میری بے بسی پر رحم کر کے مجھے معاف فرمائیے۔
 میں تمام رسالوں کے متفرق مقالات کو دیکھ کر صرف اس قدر سمجھ سکا ہوں کہ نئے رنگ اور عجیب
 اسلوب میں اپنے قلم فرمائی کی ہے

ناچیز ہارون
 ازملتان محلہ شاہ گروین
 ۱۶ اپریل ۱۹۱۶ء

دہ کتابیں ہیں۔

تعلیم القرآن عربی اسلامی صحیفہ۔ شام غم فلسفہ غم۔ فلسفہ صبر۔ فلسفہ تکلیف
مرقع عالم۔ (یعنی فلسفہ حق و باطل خیر و شر) فلسفہ بلا و عین۔ اشک شبنم۔ فلسفہ گریہ و بکا۔ فلسفہ تنہا
فلسفہ محبت۔ اسلامی بچوں کا قاعدہ پر موم نے جو تقریر لکھی ہے وہ اسلامی صحیفہ میں چھپوا دی ہے۔
(۲) خطبہ مولوی سید محمد سبطین صاحب قبلہ پروفیسر گورنمنٹ کالج لدھیانہ نے
مذکورہ بالا کتابوں پر مجموعاً چار صفحوں میں تبصرہ کیا ہے۔
اسلامی بچوں کے قاعدہ پر تین صفحوں میں آپ نے عالمانہ تجزیوں سے قدیمی قاعدہ کی
خرابیاں دکھا کر اس کی جرت اور ضرورت کیساتھ اس کے ذریعہ تعلیم قرآن کی سہولت کو دکھایا ہے۔
جس کو دوسری کتاب میں چھپواؤں گا۔

(۳) فلسفہ صبر کی بابت یہ فرماتے ہیں میں نے اکثر مقامات پر دیکھا کہ مفید تھی تصنیف پایا۔
 اس عنوان پر اس طرح و بسط سے قلم نہیں اٹھایا گیا۔ صبر دنیا کا موازنہ حسین صبر کر کے اک معقول بحث
 ہے حسین کو صابر اور مخیر ثبات کیا ہو مثنیٰ کی طرح مصنف کے جو صلہ افزائی میں اس سے بڑا بہتر تصانیف
 کا امیدوار نہائیگی کہ مصنف موصوف میں قوت تصنیف خدا داد ہو خدا توفیقات زیادہ کرے۔
 ۱۶ اپریل ۱۹۱۶ء سید محمد سبطین پروفیسر لدھیانہ کالج

ملنے کا چقہ :- سرکاری و تبلیغ اٹا دہ معرفت سید موسیٰ رضا صاحب وکیل محلہ اردو اٹا دہ۔

حسینؑ کے تعزیه داروں سے خاص گزارش

(۱) غم مظلوم کی اشاعت میں قدرت کا ساتھ دیجیے۔

(۲) گھر بیٹھے فقط گریہ و ماتم پر فقط تقسیم پر یا کہ دیگر ظاہری نمائش پر یا کہ چند روزہ مجالس کے ذریعہ ذبانی ذکر مصائب سنانے پر اکتفا نہ کیجیے بلکہ اپنی مجالس ماتم داری کی خوبیوں کو کتابوں کے ذریعہ پھیلا کر سب کو خبردار کیجیے کہ تاقیامت باقی رہے۔

(۳) ایسے حق نامہ لکھنے والوں کی اشاعت میں تفقاسی کو شش کریں کہ غیروں کو مفت تقسیم ہو جائیں اسکے ساتھ فلسفہ صبر و فلسفہ قرآن و اہلبیت علیہ السلام صحیفہ ۲۔ اسلامی بچوں کا قاعدہ ۱۔ شیعہ بچوں کی دلچسپ دینی تعلیمی سالوں کی اشاعت کو اپنی چیز کی طرح واجب سمجھیں۔ فقط عیب نکالنے پر ہمدرد نہ نہیں بلکہ اسکے ساتھ شائع کیجیے ہمدردی کر کے مصنف کے دل کو بڑھائیں اسکی قابل قدر ضخیم کتابوں کے چھپوانے میں فقط موجودہ چھپی ہوئی کتابوں کی خریداری سے مدد ہو سچائیں ایسے وقت چند پیسوں کو اشاعت حق کے مقابل بھائی کی خاطر عزیز نہ سمجھیں۔
بلا طلب آپ بھی مدد دیجیے بلا کے دعائے خیر سے یاد کیجیے۔

بلا تعصب ہر مذہب کے قابل قدر قابل پسندیدہ معقول باتوں کی ہمارے سے طرح طرح کے لطف اٹھائیے۔ غم کی حد سے گزر کر خوشی کے طریقوں سے حسین کا غم نہ منائیے
آپس کی برائیوں کو چھوڑیے منہ کو نہ موڑیے۔ شیشہ دل کو بلا وجہ نہ توڑیے
جہاں تک ہو سکے اچھے جوڑے جیٹن کے غم کو بلا اختلاف اپنے پرانے سے ملکر منائے جلد جلد کو کے اپنا نام اور کام نہ جوائے

قابل غور باتیں اور کام کی باتیں

(۱) جو شخص بغیر پڑھے اجنبی کتاب سے نفرت کھائے یا غیر شخص کی کتاب کو نہ دیکھنا چاہے زیادہ ممکن ہے کہ وہ حق سے دور اور صفائی قلب میں اسکے تصور ہو۔

(۲) بلا نفرت سچے دل سے یہ رسالہ آخر تک بغور پڑھا جائے ممکن ہے کہ اسکی حق پسند باتیں برائیوں سے بچا کر انجام کے لیے مفید ثابت ہوں۔

جو باتیں عقل و تجربہ کے موافق ہوں انکی پابندی واجب ہے اور قابل ترسیم ہونے اور اصلاح کرنے کے بغیر ضروری باتوں سے خوف نہ کرے خواہ اپنے عمل و اعتقاد کے خلاف واقع ہو جائیں تو کچھ پرواہ نہ کی جائے۔

(۳) یہ نہایت مختصر سبک و چسپ قابل دیدلائق تقلید رسالہ حمایت تعزیرہ داری کی خاطر بلا غرض اور اعتراض بلا طلب بغرض دفع نزاع و اصلاح و واسم سزا داری بلا تخصیص ذہب پر منصف مزاج شخص کے لیے لکھا گیا ہے۔ آخر میں وجہ اب کی کوشش کی گئی ہے اپنی جگہ خود عقل و تجربہ و احادیث و تورات و مخبر اک کو چاہیے پر تیار ہونے۔

(۴) باوجود احتیاط جو کوئی بات اس رسالہ میں خلاف اعتقاد آجائے تو فوراً دل کر سچا جذبات سے روک کر سمجھائے کہ کلمہ والا ابیر کسی خاص فرقہ کو مخاطب ہے نہ اواقف مسلمان سے ارکان اسلام اور اصول و عادات کو صحیح طریقوں سے بکالتے اور ہر اک کو الزاموں سے بچنے کے لیے استدعا کرتا ہے۔ واقعی جو باتیں غشی کی ہیں وہ غشی کے موقع پر مناسبت اور حقد و رنج و غم کی باتیں ہیں وہ غم کے اصول پر کرنا چاہیئیں اپنی طرف سے سب کو ایک کر دینا یا انہیں ازرا تقریط (کئی زیادتی) کرنا تو عمل کو ناکارہ کرنے والا ہوگا۔

اسلام کے اصول و فروع اور تعزیرہ داری کے طریقے بذات خود جلیلہ عیسوی کے پاک ہیں اور بناءً نہایت بڑے ہیں۔ فقط زلیکین مزاحوں کے تکلفات میں جن سے بچاؤ ضرور ہے۔

(۵) باوجود اس احتیاط کے اگر فقط نفس عزاداری بدعت قابل نفرت قرار دیا جائے (جسے مسلمانوں کی کثیر تعداد سلف سے بجا لاسی ہے کل خبیث فرقہ اور اہنت کے عاملوں جاہلوں اور بزرگان تصرف کے سوا ہندو عیسائی وغیرہ اکثر فرقے بھی شریک ان متفق ہوں) تو انکی خاطر مجبوراً مثال میں کچھ واقعی بدعت کی چند باتیں پیش کر دی جائیں (جو معتبر کتابوں سے بدعت ثابت ہیں) تو یہ سچا اور قابل نفرت پاک طبیعتوں کے نزدیک نہونا چاہیئے۔

جبکہ ہم اپنی مذہبی واجب الزام بدعتوں کو ترک نہیں کرتے تو مجاہد تعزیرہ دار اپنی تعزیرہ داری کو یا نہیں

ایجاد کردہ مکانات کو بیکھر چھوڑ سکے ہیں اور وہی کیوں انگشت نمائیے جاتے ہیں۔
جو شخص من لگتی باتوں سے منہ پھرائے تو سچو کہ وہ حق پوش باطل کش صداقت و مروت فروش ہے
بلکہ سب اپنی معمولی سی باتوں میں حقیقت و واقعیت کی شان دکھا کر
سبب تالیف کارنامہ محرم غیروں پر انھیں نمایاں کرتے ہیں تو ہم اپنی واقعی باتوں کی حقیقت نمائی
تقدیر ممکن کیوں نہ کریں غم کے پردہ میں محرم کی شان میں نشانیں نہ دکھائیں۔ اپنے قدموں کے
سامنے کلیجے کے ٹکڑے کیوں نہ دھریں خواہ سب لوگ قدر کریں یا نہ کریں ہم اپنے فرض کو کیوں نہ ادا
کریں۔ بہت سے صاف باطن حق شناس قابل پسند باتیں دیکھ کر پھر تک جاتے بیاختہ لکھنے والے
کو دعائیں دیا کرتے اور قابل قدر تصانیف کو سارے میں پھیلاتے ہیں۔ تو مصنف کو پردہ غیب سے
وصالی مسرت ہوتی ہے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور اسکی ساری محنت اور قیمت یوں مہول
ہو جاتی ہے۔

اچھا اب ذرا مزہ ہو کر محرم کی تعریفیں قدمتی بیاختہ الفاظ میں نیچے اور یاد رکھیے۔
محرم کی حقیقی معرفت دنیا کی ہر قسم کی یادگار و غیر محرم شہادت حسین سے غم کی ایک نہایت
عظیم الشان مسلمانوں کی قابل فخر یادگار ہے کہ جسے لوگ سرسری بلکہ
مخالفت نگاہ سے اکثر دیکھا کرتے اور اسکا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔

محرم سال کا پہلا مہینہ بہت سی معرفتوں کا خزانہ و اسلامی ترقیوں کا زینہ ہے۔ یہ خیر و شر و باطل
حسن و قبح عدل و ظلم جبر و تشدد نرمی و سختی رنج و خوشی جانچنے کا زمانہ۔ عمل نیک و بد معلوم کوئے
ظاہری و باطنی محبت رسول آل رسول کے پہچاننے پیر و ان یزید کی طرفدار ی عیاں ہو جانے محفی
رازدوں کے کھلنے باطنی عداوتوں کے ناش ہونے کا مہیار ہے۔

مفسدہ ہندو مسلمانوں کی (ہندو متی سے) زور آزمائی کا اکھاڑا ہے انکی صفائی اور نیک نیتی سے
ہی صلح و آشتی کا زمانہ ہے۔

نام حسین پر مانگنے والوں روزی کما نیوالوں کا دروازہ روزی طلبی روزی رسانی کا بہانہ ہے
بقدر سچی بقدر قسمت ہر قسم کی معرفت ہر قسم کے تجربے اور پرے طرح طرح کے حصے دور دورہ لکھا کرتے
ہر ثواب کمانے کا مصداق ہے۔

نام حسین پر آئوہا نے عہد شاہوار لٹانے باران رحمت نازل ہونے جگہ جگہ ابر غم کے اٹھنے اور
نام حسین پر برسنے برسانے اور بے سہارے سوکھی کھیتی بلکہ افتادہ شورہ زمین کو سرسبز و شاداب
کرنے کی کیا اچھی موسم ہے کہ جس میں سب فقط حسین کی صبر آزمائی اور بھوکے پیاسے رہنے کی بہانہ ہے

اس زمانہ میں بحان آل رسول کی تمام فرشتیاں لذتیں زمینیں فنا ہو کر رنج و غم سے بدل جائیں لباس حسین
پہن لیتیں۔ اور غزوہ ابوداؤد صورتوں اور پریشانی حالوں میں نمایاں ہوتی ہیں۔ اپنی مرضی سے مرضی
علم بنا کر بچو نکو کھیل میں مجلس اقامت کرنے سے تعلیم لغویت اور بطوں کو لذت لغویت بلا شرکت حاصل
ہو جاتی ہے سفر مذکور بچوں کا کھیل اکثر اقامت حسین ہے اور بڑوں کا کام زیادہ تر گریہ حسین ہے۔
شان احمد محرم اسلامی سال کے پہلے برابر آتے جاتے ہیں سوائے عید بکریہ جیسے یکروزہ وقتی تہوار کے
اثر دکھانے کے ماہ محرم ماہ رمضان جیسے دیر تک اثر دکھانے والے پہلے اور نہ ہونے
ماہ رمضان خدا کا نام و حمدینہ اور ماہ محرم حسین کا نام لیا امینہ جب آتا ہے تو اپنی اپنی جدا شان سے کچھ نواز
تک دوسروں پر اپنا اثر پہنچاتا ہے۔

ماہ رمضان میں مسجدیں آرامتہ ہو کر نمازیوں سے آباد ہوتیں تلاوت قرآن مجید کی آوازیں نکالی پڑھتیں انکے
ختم پر اور بھی مسجدیں سجائی جاتی تقسیم سے رونق پڑھائی جاتی بکروں وقت سحر و شام کے تھاروں گروں سے
افطاری اور سحری سے اعمال شب قدر سے کیا کچھ رونق اور عجب چل پل رہتی ہے اور اکیسویں تا ستائیس
شب شہادت کو اکثر نگاہ اور گفتگو میں دن بھر علم و تابرت جناب امیر کے بکثرت اٹھنے سے یوم عاشورہ کی
پوری کیفیت آنکھ میں پھر جاتی ہے۔

بچاؤ جگہ محرم کی تاریخیں قریب ہوتی ہیں تو تعزیر سے بھی تیار رکھے جاتے تعزیر خانہ امام باڑے بابجا
سجائے جاتے کہیں لباس ماتمی سے سیاہ پوش علم پر دوش نظر آتے تو اکثر جگہ اپنے سادہ جامہ آخرت
سفید پوش دکھائی دیتے ہیں۔

اور دھچکا یا حالت سو گراہ آسمان پر نمودار ہوا۔ ادھر ماتمی باجے تاشے دھولس تقارن نے دھما دھم
تروا تروا بجے مختلف آوازوں کو سن سہینہ نہتی کر کے تعزیر داروں کے دلوں پر چڑھ گئی نفیر سننے
آہ و ناله بلند کر کے ماتم حسین کی خبر پہنچائی تو تعزیر دار بقرار ہو کر کمر بستہ ہوئے سامان عزاداری کھل
جاتے تختان ہر ترن شہروں سے سنگیہ صریح تعزیر علم بنکر آگئی جگہ رکھ دیے جاتے ہیں علم لباس سبز و
سرخ و سیاہ ہیں سر پہ نیچے حیدری نشان مرقصوی کے (جنہیں ادھر ادھر اسماٹے شہیدی بیچ میں ناو علی
کے طوطے کے ہونے کے ہنر سے رو پہلے تاج لگائے گلے میں منی ڈوریاں پھولوں کے ہار ڈالے ہوئے ماتمی
دستوں کے حلقے میں نکلیں۔ ہے امام باڑوں میں جا رہے ہیں۔ جنہیں بڑا علم جس میں تیر اور ششکیرہ سکیڑ
بندھا ہوتا ہے سب بلند ہو کر شان عبادری و سپہ سالاری ظاہر کرتا ہوا اور نشان تھانے بنی دھم علامت
نشان ہوا علی آرا ہے جبکہ ارد گرد ماتمیوں کا ہجوم ہے ماتم جناب عباس ہو رہا ہے۔ علم و تعزیر اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھ گئے گھر گھر مجلس پر پا ہونے والے زاکرین و سامعین تعزیر دار ماتم دار برکے پہنچ رہے حضرت منصور کو

ان کے لال کا پر سادے رہے ہیں۔ غرض کہ اس طرح شام سے صبح ہوتی اور صبح سے شام ہو جاتی ہے داستان مصیبت غریب تمام نہیں ہوتی۔ میٹھی نیز سونا کے نصیب کے باجوں کے تڑا تڑا سونے کی تیسوں کے دھڑا دھڑا زور سے ٹوٹوں مرووں کے بین جگر خراش سے کلیجے پھٹتے ہیں اندر کیا باہر قصبہ ہو کہ بڑا شہر ہو جگہ در در دیوار سے صدائے حسن ووا حسنا برابر سنائی پڑتی ہے۔

تمام دنیا میں دس روز برابر دن رات سوائے رونے بیٹنے ماتم حسین کرنے بحسب ثواب بقدر کوشش جسے فراہم کرنے نماز واجبی ادا کرنے کے سارے کاموں سے تفریہ دار دست بردار ہو جاتے ہیں۔

(۵) اسلام اور تعزیت حسین میں معیت و قدرت روز ازل سے ہے

اسلام بذات خود طاعت و محبت خدا رسول و آل رسول کا نام ہے۔ خدا کا عین مقصد خلقت اول رسالت کے ازار مقدسہ ہیں جن کی محبت و طاعت ایمان اور مخالفت کفر ہے۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ عالم امت میں ارواح سے بعد اقرار وحدانیت و رسالت محبت نفس رسول کا اقرار کیا گیا ہے۔ انبیاء کی بعثت اسی کے اقرار محبت پر ہوئی پھر اُمدیت واقعات مصائب کر بلا سب کے سامنے پیش ہو کر جبکہ جان رسول کے حصے میں آگئے تو اب اس کی تعزیت بھی انبیاء کیا ملائکہ جن کیا بشر کیا زمین کیا آسمان کیا سب کے حصے میں آئی۔ اور تعزیت کی بنا ہو گئی چنانچہ پہلے دنیا میں جناب آدم ابو البشر نے جبکہ بغض قبول تو بہ ازار مقدسہ پر نام بہ نام نظر کی احادیث تعلیم جو رسول نام زبان پر جاری کے ائمہ حنین نام لیتے ہی بیباختہ قدرت را رو پڑے اور ضبط نہ کر سکے جبکہ سبب جبرئیل سے معلوم کر کے اور بھی مغموم و محزون ہوئے۔

پھر اکثر انبیاء و روح ابراہیم یعقوب یوسف یحییٰ و زکریا مرثیٰ عیسیٰ بھی حسین کی تعزیت کا فی نہیں دنیا میں کسی نبی کی وصی کی یا اور کسی نبیہ خدا شنید کی وفات کا غم و ماتم اور سکے پیدا ہونے سے پہلے نہیں منایا گیا یہ بات فقط ذبح عظیم حسین کو نصیب ہوئی کہ جسکی شہادت قبل از واقعہ قابل قدر و قابل فخر انبیاء و اولیاء حق۔ حالانکہ جناب یحییٰ اور زکریا حضرت جبرئیل حضرت ابراہیم و غیرہ انبیاء پر حق و ظلم و ستم پر انظار کتا بوں میں مذکور ہے عوام واقف نہیں پھر عین و لہو حسین کے وقت غوشی کے موقع پر جبرئیل جیسے قدرتی مہین خادم حسین خانہ رسالت میں ذکر شہادت کر کے مجلس حسین قائم کرتے ہیں اور جناب رسول و خیر رسول زونج بتول ملائکہ جیسے معصوم صفات سامعین کو رلاتے ہیں۔ ماں کا دل قدر انا ذک ہوتا ہے جناب فاطمہ فقط غمگین نہیں ہوئی سگر غش کھا گئیں ہوش میں آ کر باپے پوچھتی ہیں کیا یہ واقعہ ہمارے آپ کا ہے

ہوگا رسول نے فرمایا ہم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا پھر اور بھی حسین ہوئیں۔ فاطمہ پوچھتی جاتی ہیں اور رسول
 جیکم خدا بذریعہ وحی علیہم ہو کر جواب دیتے جاتے ہیں۔ پوچھتی ہیں بایا میرے بیٹے کی کون صفت ماتم بچا بیگا
 آپ نے فرمایا کہ خدا نے ایک دوست دار انگسار قوم کے ذریعہ وعدہ کیا ہے کہ اس کے عورت مرد اور بچے ہمارے
 مردوں اور عورتوں اور بچوں پر تاقیامت خاک اور ایسے جس سے سن کر معصومہ کو تسلی ہوگی جناب فاطمہ
 کہ رسول کو علی کو قبول شہادت کا یا حسین کے بہشت پہنچنے کا علم تھا حسین سانسے زندہ بچہ موجود ہے
 ان سے جدا بھی نہیں ہوا ہے بوجہ ولادت کرنی شادی و مسرت کی رسم دنیا کے طریقہ پر کرنی چاہیے تھی
 دنیاوی لحاظ سے سبکی بھی تھی۔ سنتے والے ناصح کہہ سکتے تھے کہ اگر علم شہادت بھی آپ کو ہو گیا تھا تو
 خوشی کی باتیں کرتے حزن و ملال کو ٹال دیتے مگر ان سب معصوموں نے کسی بات کی پرواہ نہ کی خدا
 خود موقع و محل ولادت کی پرواہ نہیں کی اور خبر شہادت بھی ہمراہ ولادت مصلحتی اس لیے شادی
 تھی کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ حزن و ملال دنیاوی نہیں تھا جو سخت و بدترنگی سمجھا جائے۔
 اسکے بچے خدا اور رسول کے مقصد کے ہزاروں راز مضمون تھے حسین کے غیر میں رنج و غم قائم کرنا تھا۔ و
 کیے اور کب تک جبار کا جاتا جیکہ خدا و رسول نے یوم ولادت کو یوم غم مناد کیا ہے تو ان کے نزدیک
 شہادت کا روز تو بدتر جبار کے غم منانے کا دن ثابت ہو گیا پھر بتایا وہ کون مسلمان ہے کہ جو تقلید خدا
 و رسول ترک کر کے اپنا ذاتی اعتقاد ایمان بنا کر نیرید کی خوشی میں خوشی ملا کر اپنے ظاہر و باطن
 کو عید و میلہ کی طرح پر خوش کر کے خدا و رسول کو بھی خوش کر سکے گا نہیں ہرگز نہیں مسلمانو! فوراً
 سوچو! اور عسرت و غمیرت حاصل کرو!

بیچ تیارو کہ اجیکہ سخت مصائب پر آسمان سے خون برسا ہو سورج کو گھن لگا ہو سیاہ آندھیاں اٹھیں
 ہوں تارے ٹوٹے ہوں زمین کو زلزلہ آیا ہو تو فرماؤ چوڑی فرشتوں جانوروں نے نالہ و بکا کیا
 تو دکھاؤ۔ بیکہ آسمان غضب الہی رنج و غم کے آثار نہیں ہوئے یا بروز عاشورہ کہ مختلف خوشیوں کو جوہر سے
 کسی نبی نے خوشی کی یادگار قائم کی ہو یا خدا نے روز عاشورہ کی تمام خوشیوں کے بدلے اور شہدائے
 کر بلا کی قبول شہادت کے بدلے بجائے زمین آسمان کی چیزوں سے آسمان غم و اندوہ ظاہر کرتے کے
 جھول فرشتوں سے بجائے ماتم خوشی کے شاد دیائے بجا ہے جو آسمان سے بجائے خون کے
 پھول یا کہ عطر و گلاب زعفران کا میٹھ برسیا ہو۔ رسول کہ دختر رسول کو انبیاء کو دیگر زنانِ حرم کو
 رونے سے روک دیا ہو کہ تم بجائے رونے کے خوب خوشیاں منادنے پکڑے ہو۔ اور شہادت حاصل پر
 گلے ملے۔ خوب بیاہ شادی کی رسم ادا کرو۔

جبکہ یہ کچھ نہیں ہوا تو بس ماتم حسین کو روز رسم دنیا میں خدا و انبیاء و اولیاء کے بوجہ غم

مستأنات برائے فلاح طریقہ پر تعزیر داری خدو و خدو کے خلاف کہی جائے گی۔

۱۷) انبیائے سابق کی مصیبتوں کیسے بیان ہو
 امام حسینؑ کے سبب کثیر میں تو ان کا غم نام بھی لکھیں کہ اس نے سب پر اپنا اثر ڈال کر دنیا کے تمام
 مذہبوں کی ہر قسم کی رسموں کو میدانِ ترقی میں زیر کر دیا اور تمام عالم پر غالب آکر اپنا اثر غم و غم و غم و غم
 دکھا دیا اسی نے مسلمانوں میں ہندو عیسائی جیسے فرقوں کو ملا کر ایک جگہ بٹھا دیا۔ اور مسلمانوں کو قابل
 بنا دیا ہے تو یہ قابلِ قدر لائقِ شاعت اس لیے ثابت ہوئی کہ فطرتاً انسان کے مصیبت زدہ شخص کو
 دیکھ کر یا کہ اس کی دلواش باتوں کو سن کر حیرت لگاتی ہے تو وہ اگر انسان ہے تو محبت و ہمدردی کرنے
 اور اذیت و کالیف دور کرنے اور اس کے شریکِ حال ہونے پر اخلاقاً مروتاً مجبور ہو جاتا ہے اور خود
 آئندہ بے اختیار ہر قسم کی ممکن نہیں ہوتا تو غلین کی باتیں شکر و چار بھندے سلسلے مروتاً نکال کر اس کی
 قسلی و دلا سے کر دیتا ہے۔ جس فطرتی ہمدردی سے ہر شخص شریکِ مجلس ہوتا اور تعزیر داری کا
 یونہی دیکھ کر کسی شخص کسی سے بھی ہمدردی نہ کرے کسی کی دلکی نہ مٹنے نہ شکر آہ سرد بھرے بلکہ اور منہ
 چرات لے کر تباہ کرے یا اس شخص انسان کما جائے گا۔

(۱۸) بغیر بازار لوگوں کے ابھار کے فطرتاً ترقی
 ہمارے پر نام حسینؑ کا جابجا ماتم ہوا
 لوگوں نے جب تک عام جلسوں یا بازاروں میں تعزیر داری یا غم و غم میں سوگوار کی شاعت کی ہے
 یوں دن رات اپنے ضرورتوں قومی ملکی صد ہا سالوں کے لیے ہر قسم کی تقریریں اور کشمکشیں ہی
 کرتے رہے ہیں مگر چند گنے گنے بے اثر اہل قلم کی مدد میں تو یہاں بھی ہر جگہ ان کے دل میں جذبہ حسینی جوش کھاتا
 اور وہ چار شاعت کرنے والے رو دینے کی کوشش کرتے اور بار بار لکھے جاتے تو اس کا اثر ہوتا ممکن
 ہوتا لیکن کتابوں کو زیادہ تر دیکھتا پڑھتا کوں ہے۔ ذرا لٹا پڑھا اور دیکھا وقت فرصت
 پر دیکھنے کے خیال سے جبکہ اس سے لکھ یا کہ لکھیں کھد یا اب فرصت لے گی نہ کتاب کی یا آگلی۔
 دودھ دیکھیں جائیگی۔ یا گفتِ ضلعوں کے دوچار باشندوں نے اگر کسی دھپپ تحریر کو پڑھا بھی
 تو اس کا عام پر کیا اثر پڑ سکتا ہے پھر دیر سے تعزیر داری کی مخالفت میں کثیر تعداد کے ساتھ مل کر
 آندھی سیاح کی طرح پھیلنے لگیں تو بے ہر عام و خاص کو نہ رہتا اور اخبار آلود کرنے لگیں
 کرنے اور عیبوں کے دکھانے کا اثر زیادہ پڑا کرتا ہے۔ شادی و خوشی کی باتوں کے سننے کو

سرخ و غم دور مصیبت کے دور سے زیادہ پسند کرتے ہیں پھر مدبرانہ کسی کی مصیبت سے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ اگر خاص مقتدری بنا کرتے تو غیوروں کو کیا پڑی کہ وہ اپنا کام چھوڑ کر ہر سال محرم کے دنوں میں دن رات مجلس میں کچے کاموں میں شریک حال رہتے بلا وجہ ایک انداز ہی دکھاتا ہر برس بنا کرتے آنکھوں کے سامنے سے کیسے کیسے جگر کے ٹکڑے قوت بازو اٹھ جاتے انکا غم چند ماہ در چار سال کے بعد کوئی چلا جاتا ہے غم تو غم پھر تو بغیر خاص تذکرہ کے ہر وقت نام بھی نہیں لیا جاتا بس حد ہو گئی کہ انیارسر رسول پر کیا کچھ مصیبتیں گذری ہیں مگر ان کے ائمہوں نے خاص کر مسلمانوں اپنے پیارے بنی کی (بجز رسم میلاد شریف و اجماع خلافت) کو کسی صفت ماتم بچائی ہے تو بتایے کہ کس طرح سے اک مغرب مظلوم کی تعزیر دہی کی اشاعت ہو سکتی تھی۔

خود بادشاہ تیمور نے یارگیر شاہان اور دہ وغیرہ نے اپنے زمانہ میں خود رسم تعزیر داری کو پسند یہ طریقہ سے جاری کر کے اپنی قوم کو یا اپنی رعایا کو شریک حال بنایا ہے تو ان کے گزرنے کے بعد یا کہ اوس زمانہ کے عام تعزیر داروں کے بعد انکی اولاد میں دیگر رعایا میں یہ رسم بالکل ترک ہو گئی۔ عام و خاص کی طرف سے جبکہ تعزیر داری کی اشاعت نہ ہوئی ابوبکر مخالف تحریریں اور تقریریں اور یہ سے متدارہ ہو جائیں تو ایسی ضعیف و کمزور حالت پر ہر قسم کے دشمنوں اور خادموں جنگلوں کو ملے کر کے قائم نہ بھی رہیں پرچار ہو جانے پر سمجھنا چاہیے کہ تعزیر جیسے میں کوئی تھمتی طاقت شامل حال ہو کر جزیرہ مستحکم اور طاقتور مبلغ بنکر یا ہمارا کام کر رہا ہے اور لوگوں کے دل کو رتھن کر کے سو گوار بنا رہا ہے۔ درنہ تو مدتوں کی یہ رسم پارہ نہ اور غم کی یادگار دیرینہ کہیں کی فنا ہو گئی ہوئی۔

جبکہ انیاس کی دور انگیز مصائب و اوقات کی کوئی یادگار
 (۸) رسم تعزیر عالمگیر ہے تو
 غم اجدا نے سلف سے تمام برآوردہ خلفائے سلام
 نے قائم نہیں کی۔ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن

بابت تعزیر داری کی حقیقت
 و دفن اور نماز جنازہ میں شرکت کرنا اصحاب مہاجرین و انصار کے نزدیک بتا بہ مشورہ
 نفاذ تھا اور سرفت غیر ضروری سمجھا گیا تھا تو بعد وفات رسول کے سچ فدائی اپنے دور میں فائز
 رسول کی یادگار غم (بجز سیکڑوں برس بعد رسم میلاد شریف قائم ہو جانیکے) کیوں قائم کرنے
 یا مسلمان خلفائے اسلام صحابہ کرام کی وفات کی ہر سال کوئی یادگار قائم کر دکھاتے تو رسم
 دعاوت زمانہ کے مناسب ہوتا لیکن ان سب کو چونکہ انیارسر رسول و صحابہ کے سدھے بہشت میں
 پہنچنے کا اطمینان تھا اس لیے ان کے نیچے کوئی یادگار وفات قائم نہیں کی اور

ان کے لیے بجائے غم منانے کے نہایت خوشی کے طریقوں کو مناسب سمجھا ہو تو نواسہ رسول بجا ہے
 مظلوم کا غم تو بدرجہ اولیٰ اس بات کے لائق تھا کہ وہ ایام غم میں بجائے غم و ماتم کرنے لگے
 عید کی طرح آرائش و مسرت کے ساتھ ظاہر کیا جائے اور نہایت وسوسہ آرائش کو کیوں شروع دیا جائے
 لیکن چونکہ اہل سے قول رسول "کہ حسین مجھے ہے اور میں حسین سے ہوں" کے مطلب کی
 تصدیق اور یادگار سنت ابراہیم کی تکمیل علم الہی میں صرف شہادت مظلوم پر طے ہو چکی تھی تو خدا نے حسین
 کی مظلومیت کو لشکرِ نبرد کے ظلم و ستم کو اور اسی زمانہ کے دشمنان حسین طرفدارانِ نبرد کی زبان و قلم سے
 پہلانا شروع کیا۔ حالانکہ نبرد کی طرف اس واقعہ کے دبانے کی بہت کچھ کشمکش کی گئی مگر حقیقت کو
 فضائلِ الہیت اور ان کے مخالفین کی جملہ خرابیاں ایضاً کی سب کتابوں میں مندرج ہو گئیں۔
 پس ذکر شہادت حسین کے ذریعہ خدا کی معرفت انبیاء کے حالات دین دنیا کے واقعات معلوم
 ہونے میں لاکھوں فقروں محتاجوں پیشہ وروں کا سرگردن مجلس کے ذاکروں کا یاب و رزق کھل جاتا تمام
 اعدائے و تفاہیر و تواریخ گزشتہ آئندہ کا دفتر سب کے سامنے عیاں ہو جاتا۔ چھوٹے بڑے کا
 ایمان تازہ اور بچہ ہو جاتا ہے جبکہ تعزیر داری اور ذکر شہادت حسین عالم است سے حیات
 اسلام حیاتِ رسول کا ذریعہ حق و باطل کی معرفت کا آلہ معرفت امت کا زیور و وسیلہ
 تقرر ہو کر رحیم مقصد رسول و مرضی بازاری ثابت ہو گئی تو اب سب مسلمانوں پر نظر
 دوڑانا چاہیے کہ خدا و رسول کے اس عظیم المرتبہ کثیر المنافع جیسے مقصد کی تکمیل سب نے
 کی ہے اور اس طرح سے ہونا چاہیے۔

مسلمانوں میں تعزیر داری کی مختلف شانیں

(۱) تعزیرت کی حقیقی پہلی شان | صاحبِ میت کی طرح تعزیرت حسین کی وہ شان جو کہ
 الحرم نے رہا ہو کر قید خانہ میں یا اسی اور مکان میں
 زندہ رہے اجازت لیکر شہادت کر لیا کے ماتم سے دکھائی
 ہے جلی درونِ آوازوں پر محلہ کی عمر میں گھر چھوڑ چھوڑ کر کل پڑیں اور ماتم کر کے حسین کا پیرسا
 بنے لگیں۔

(۲) بعد اسکے دینیہ و ایسی پر جبکہ کربلا کے قتل میں پہنچیں تو سراک بلی بی نے اپنے وارث کو
 اولاد کو یا سب ملکر سید الشہداء پر من جگر خواش کے کہ جسکی نصف ماتم میں رسول مہدِ انبیاء اور
 فاطمہ سعد مریم و خواتین موجود ہو کر شریک تعزیرت حسین ہوئے۔

اس پھر مدینہ کے قریب اہل مدینہ نے آمد قافلہ کی خبر سنتے ہی حضرت زینب و حضرت عباد کو رو پر سادیا کہ سینے والوں کے جگر پاش پاش ہوتے تھے۔ یہ ہیں تاحیات اپنے گھر و نہیں یا کہ قبر رسول پر جا کر بجز نوحہ و بکا نالہ و فریاد و احینا و اکبر و اعیانہ کے اور غلوں نہ اپنی لذتوں اور خوشیوں اور تماشوں کو خاک میں ملا دیا۔ کپڑوں کا پانا بان کا سنا سنا کر بات کرنا بظہر ان مجالس کے سوا حضرت زین العابدینؑ نے دوسرے زبانی ذکر مصائب شہداءؑ نہ فرمائی تھے۔ یا کہ دوسرا حصہ دینے خرے کی تقسیم کرنے سے ابتدا کی امیر مخاریف نے ذکر آمد نے اس پر عمل کیا۔ پس وہ لوگ جو کہ اہلبیت کے مذکورہ تعزیر وادی کی طرح روزمرہ کے معمولی لباس وضع سے صاحب بیت کی طرح اندر باہر مفہوم و مخزون ہو کر خاموش یا کہ گریہ و بکا کرتے نظر آتے ہیں وہی قابل قدر ہیں اور خدا اور رسول کو خوش کر کے خود کو اور رسم تعزیت حسینی کو جگہ برائیوں سے بچانے والے ہیں۔

(۱۶) شیعہ مسلمانوں کی تعزیر وادی | رسول و اہلبیت علیہم السلام کی اس تقلید پر عرب و عجم کے فقہ و مسلمان جو کہ بجائے اصحاب کبار علی کو رسول کا بیٹا خلیفہ امام حسن کو دوسرا خلیفہ امام حسین کو چوتھا خلیفہ مکر شیعہ کہے جاتے اپنے بھائی پر مجالس غم میں واقعات کہلا بیان کرنے والوں سے منکر و ستے۔ اور جو مناسب سمجھتے وہ عجم بھی کرتے۔

اسی سلسلہ میں کسی نے علویوں کے ذریعہ لشکر حسینی کے بارہ علموں کی یاد گاہی میں اضافہ مناسب سمجھا تو شیعہ علموں کو پناہ کو ایک جگہ گاتے یا انکو ہمراہ لیکر ماتم کرتے دوسرے باہر گشت کرنے سے غم حسین کا اثر دوسروں پر ڈالا کرتے۔

عرب و عجم سے گزر کر ہندوستان میں جبکہ مسلمانوں کا تسلط ہوا اور بعد اطمینان شہادت ان میں وہ شیعہ مسلمان جو کہ فقط اہل رسول کو واجب الاطاعت جانتے تھے اپنے گھر پر تنہا یا کہ باہر جہلک جیسا انکو وقت اجازت دے لیتا ویسی مجلس حسین قائم کر لیتے اور جبکہ وہ حاکم وقت کو یا کہ صاحب قوت اشخاص کو اپنا چہنچال پالے تو پھر آواز دگی سے اندر باہر حسب مرضی مجلس کرتے یا کہ علم و ماتم کے گشت سے رسم تعزیت حسین کو بھلاتے۔

(۱۷) علموں کے ساتھ تعزیر وادی کی باتوں کا رواج | ہندوستان میں بادشاہ تیسرے ہوا (آگے پورا حال معلوم ہوگا)

دوسروں کو ترغیب دیکر جمع کرنے کی غرض سے باجوں کا معمول سے زیادہ روشنی کا اضافہ
ہوا۔ رفتہ رفتہ ہر سال طبیعت کی جولانی سے مختلف قسم کی چھوٹی بڑی سکڑوں کے تفسیروں
اور قصیدوں کے بنانے علموں کو مختلف وضع قطع سے ایجاد کرنے موافق زمانہ کے روشنی کا انکسار
کی زمینیت کا اپنے شہزادوں ملکوں کے اعتبار سے باجوں کے ساتھ یا بغیر باجوں کے اہم کرنے کی
اگ لگ طریقہ ایجاد کیا گیا۔

(۱۲) شیعہ تعزیت داری کے ساتھ قابل اعتراض
قابل اصلاح غیضہ و حسد و ہمتی باتیں

تعزیت حسین کے سزا پر تقدس کے نام کی چھوٹی
بڑی کسی وضع قطع کی عمارتی شکل کسی
شے سے بغرض یادگار بغیر شر بقصد تعزیت
بنائی گئی ہو کم و بیش قیمت کی ہو۔ علم کی مختلف شکلیں دیگر شہیدین بنانے میں چپ تعزیت کی طرح
اٹھانے میں چونکہ شرعاً عقلاً ہر طرح پر اس کی مخالفت نہیں ہے بلکہ عید منافع اور حکومت کا باعث
ہو کر اپنی طرف صورتوں سے واقعات تہذات کے خبر دینے اور گریہ و بکا کے پرچھانے میں
غیرک شائبہ ہوئے ہیں ان سب کے جائز ہونے میں غیر متعصب صاف باطن کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا
یا فٹ برکت و ثواب ہیں رسم تعزیت کے بجائے اور گریہ و بکا حزن و غم کا ذریعہ بننے کا
کافی ہیں اور اگر یہ کل چیزیں بچاے خیر فتنہ و فساد برپا کرنے۔ انگریزوں کے ساتھ مکان کی
و آتش ضرورت زائد روشنی سے دلچسپ نالاشی باتوں سے ہاتھی اونٹ گھوڑوں اور سیالیاں
سے ہر طرح کے باجوں کے آتش بازی سے شان جلوس دکھانا تعزیتوں کو مسندوں کی نامور سے
ذریعہ قرار دیا ہے تو بخیر دنیا کی واہ وا کے ثواب سے کوسوں دور ہونگے۔

مسندوں تازیوں میں شادی اور بارات کی طرح شان جلوس دکھانا مسندوں کی ایجاد
پھر اسکی ایجاد میں نے شکر نے دکھانا۔ محنت کے سیکڑوں لپٹے ایجاد کرنا چرخوں کی چوکیاں
چرخانا علموں تعزیتوں میں کاغذ کی پانڈی کی روشیاں آنکھیں فیروز باغضا سو اچھی شادی
غم کی سادہ صورت پر ہم حسین نے لے کر رہنے ماتم و مینہ نی سے شان غم دکھانے کے علاوہ
ماتم میں طحطی کی ایجاد میں کرنا باجوں وغیرہ کی گت پر آپس کی لاگ پر زار دانی اور لاکھوں
سے طاقت کے ہاتھ دکھانا زنجیروں چھریوں تلواروں سے بغیر ضرورت بغیر مرضی رہ سوتی بنائیے
مفسدین مظلوم صرف خون آلود ہو کر یا خود کو ہلاک کر کے خیر و دل میں شامل ہو کر
سیدھی سادی لے سے سوز خراچی کرنے کے علاوہ ایسے اپنے راگ کے کمالات کو ختم کر کے
بیجا طریقوں سے مجلس پر اپنا رنگ بٹھانا۔ صورتوں کا بلند آواز سے ایسے مقام پر اٹھنا

ماتم سرنہا کہ غیر مرد مسکرتا شرموں رز و زمرہ کا اپنا سادہ لباس چھوڑ کر اگر سبز و سیاہ لباس میں تھی
 رنگت کھانا ہے تو سادگی کا پھیکا رنگت کھائے کہ دوسرے بجز غم کے بڑا اثر نہ ملے۔ اپنے سادہ
 لباس سادہ رنگ کے سوا جو کوئی کتنی بھی خیال کا آدمی اور کسی طبقہ کا انسان ایام غصہ میں
 نیامیت کے گروالوں جیسی غمزہ نظری حالت نہانے کے علاوہ لباس میں یا کہ دیگر ہستمانی
 چیزوں میں زینت آرائش شان و شوکت جوانی کے رنگ میں طرح طرح سے شوخی و شرارت
 دکھا رہا ہے وہ ثواب سے کوسوں دور خدا و رسول و علیؑ بتول کو ناخوش کر کے نقصان
 دینے والے اور اپنوں پر ایوں سے اپنی مذمت اور اپنے دین کی توہین کرانیوالا کھلا ثابت ہو رہا ہے۔
 اگر شان و جلوس اور سیاہ شادی کی طرح نمونہ و آرائش دکھانا ہے تو بجائے یوم تہنات
 کے ولادت حسن و حسینؑ کے روز جعفرؑ کوئی جاب ہے خوب کھل کر نہایت و آرائش شان و جلوس
 دکھائے اتنا کہ ہے اب اگر اس قدر لکھنے پر بھی کوئی رنگین مزاج اپنی شوخی و شرارت سے بغیر
 سمجھے یہ کہہ بیٹھے کہ پرانے مولوی تو کچھ نہیں بولتے لیکن آجکل کے نئے پڑھے لکھے دماغ سے
 نئی باتیں چھانٹا کرتے تو یہ داری بند کرانا چاہتے ہیں مگر انہیں کہ دل سے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر
 انصاف سے پوچھا جائے کہ جس عورت کی گردابھی خالی ہوئی ہو جو ان کو میل لاش جہاں
 جی بڑی یا کہ اٹھ رہی ہو۔ ہون بھائیوں میں جدائی کی گھر ہی آگئی ہو عورت کا وارث اٹھ رہا ہو
 ماں باپ کا سایہ سر سے جا رہا ہو۔ قوت بازو کو قوت رہا ہو تو وہاں کے روئیوالوں کے پاس
 خود نئے کپڑے بدل کر غلط پھیل لگا کر ملتے خوشی کرتے ہوئے جا کر کیوں نہیں رونے سے روکے شو
 گم بھی جاری طرح نہیں خوشی کیوں نہیں مناتے نئے کپڑے رنگین لباس کیوں نہیں بدلے
 تو چار آدمی غیر آ رہے ہیں تلو ذلیل و حقیر نہ سمجھیں گے۔ اپنے مکان پر باجے کیوں نہیں بچا ہے
 و کافیں جہاں پر کہ بہت رفیق ہو یا کہ بازاروں کو کیوں نہیں سجاتے اس نامرادیت کو بار
 کی شان سے کیوں نہیں اٹھاتے۔ بغیر فن میت کھانے پینے کو خواب و خور کو آزادی سے روز
 کی طرح بول بات کو کیوں حرام کر ڈالتے ہو بغیر حلیم۔ بھائی یا بغیر برسی کے رسم فاتحہ ادا کئے
 اپنی کل زینت خوشی کی باتوں کو خلاف محبت خلاف ضرورت سمجھ کر موقوف کر دیتے ہو۔ تو
 بتائیے کہ وہ ماتم دار تازہ مصیبت کے گرفتار ایسے خوشبو خاک ناصح کی باتوں سے اپنا
 سر پیٹ کر کیا بھگے بیٹھے گا کہ تم کیسے بے مروت بد اطوار ناقابل معاشرت جانور معلوم ہوتے
 ہو کہ تم نے خوب دوستی کا انسانیت کا حق تعزیت ادا کیا اور کلمات تسلی تقفی کی آج
 دنیا سے نراے ناصح بنکر چار مذاق آرائے مردہ کی توہین کرانے آئے ہو دنیا میں تم نے یا کسی

قوم نے بجائے ماتم مردہ پر خوشیاں منائی ہوں یا عمارے واجب کام چھوڑ کر زینیت و آرائش میں
 بڑھنے کوئی نہ گوارا کرے گا۔ جبکہ یہ باتیں اپنے مردے کے ساتھ سب کو مکروہ معلوم ہوں تو
 حسین کے تعزیوں کے ساتھ یا کہ ایام غم میں زینیت و آرائش کیسی قابل نفرت اور غم حسین کیا
 خدا و رسول کی توہین کرنی والی ہوگی اگر حضرت زینب کی طرح یا حضرت سجاد کی طرح کوئی سر
 کرے گا تو وہی انکا سچا فرمانبردار تعزیہ دار کہنا جائیگا۔ امام حسین کا غم بھی پُرانا ہے اپنی میت
 پر رونے والا ہے خاک اڑانے اور ہر قسم کی زینیت و دست کو قطعاً نہ پہنچنے کا ڈھرا بھی پُرانا ہے
 اور اسی فطری شان سے ہر غمزدہ شخص کو بقایا صحت صراطِ مسلمانانِ مویا کرتے ہیں رونے کا
 طریقہ بھی پُرانا ہے لیکن فقط حسین جیسے مظلوم کے غم میں سب نہیں اکثر شیعہ عورت و مرد کے
 ظاہری لباس اور وضع میں زینیت و تماش کا اضافہ ہوتا ہے ضرور نیا ہے اور غم کے خلاف
 خوشی کا رنگ ہے اور ایام غم میں حضورِ جا عاشورہ و عہد میں بلادِ اہل سنت کا ہر طرح کی ظاہری
 زینیت و آرائش اور باطنی مسرت کرنا۔ تعزیر کے ساتھ علاوہ باجوں و روشنی اور دکانوں کے
 پیٹہ یا کھیل تماشے وغیرہ دکھانا سکانوں دکانوں کو سجانا اصول غم کے خلاف ضرور
 نیا ہے غم کا اثر غمزدہ اداس صورت بنانے سر دیا برہنہ ہونے واقعات مصیبت کو
 تراکیر بیان کرنے سے جو دوسرے پر پڑ سکتا ہے وہ کسی کی زیب زینیت سے کھینچ لیں
 سے ڈھول ڈھپوں تماشوں اور نقاروں سے ہرگز نہیں پڑ سکتا بلکہ ان سب تماشوں یا تماشوں
 دیکھنے والے کے پاس سے آیا ہوا غم توڑا جاتا رہے گا۔ غیر تو غیر خود اپنوں پر اثر ہو گا جس اثر
 اور قصہ میں پہلے یا کہ اب بغیر آرائش و تماشے دکھائے سیدھے سادہ طریقے سے غم منایا جاتا ہے تو
 دہاں غم کا مزہ محاسن کا لطف نہ حاصل ہو گا۔ مثال کے طور پر۔

لکھنؤ کا چپ تعزیہ | دیکھو یا جہاں جہاں ایسی طرح پر خاموشی اور سادگی صفائی سے

صبح شام کے سنائے کے وقت بغیر باجوں کے تو پہے جنازہ کی طرح اٹھا
 کرتے ہیں جس میں دو تین نجیب مقرر ہوتے مقررے فاصلہ پر بغیر مجمع دو چار اور ہشتاد و پانچ
 مظلوم کے مناسب رک رک کر سنائے سے جو اثر غم اپنوں پر غیروں پر پڑتا ہے وہ تمام تعزیر
 کو بڑی شان کیساتھ اٹھانے سے نہیں پڑ سکتا یا تکثیر تعزیہ دار کا طرز عمل بابت تعزیر ایسی ہے کہ

دیکھا جائے اور اپنی جگہ تہجد سے حسب ذیل
 ان کے مختلف رازِ عمل سے ان کے خیالات
 کا اندازہ کیا جائے کہ ہر مسلمان کو بحقیقت مسلمان

(۹) محکم و پسلم کے زمانہ میں
 بابت تعزیر ایسی بہ نسبت مسلمانوں کا طرز عمل

ہونے کے کیا فرض تھا اور کیا عمل کیا جا رہا ہے۔

جبکہ ماتم حسین عالم هست (روز ازل) سے اسلام کے ساتھ انبیاء و اولیاء اللہ کے عمل و اعتقاد کے ساتھ جلا کر رہا ہے۔ خود رسول و خیر رسول نے عین خوشی کے موقع پیدائش کے دن ماتم حسین کی ابتداء کر کے سنت قرار دیا ہے قراب و اسے اور ایسے ان مخالف مسلمانوں پر ہے کہ جو کلمہ گو ہو کر اسی کے نواسہ کو رسول کے چند سال بعد وفات مشیدہ کو ڈالیں اور صحبت رسول کہتے ہوئے اور حسین کو نواسہ رسول بھیانے ہوئے اور ایک طرفداروں اور نزدیکوں کا کلمہ پڑھنے لگیں اور فتح یزید و قتل حسین پر خوشیاں منائیں پہلی صدی کے بعد ہر صدی میں جتنے مسلمان یزید کے طرفدار اور ذکر شہادت حسین سے نفرت و مخالفت زیادہ کر حضرت امام غواہی اقصوف کے بانی کے قطعی حرام اور منع کرنے پر اور بھی کرتے چلے آ رہے سخت حیرت اور تعجب کی بات ہے یہ لوگ فقہ باطنی مخالفت نہیں کرتے بلکہ علانیہ روکنے اور نقصان جان رسال کرنے پر تل جاتے ہیں فقہ گورنٹ کے طرز عمل سے مجبور ہیں۔

لطیف یہ کہ غیر مسلم قومیں عیسائی اور زیادہ تر او دھرم میں ہندو اور گویا رکھا راجہ وغیرہ اپنے اعتقاد تعزیر داری کرتے ہیں انھیں اب تک باوجود وہی مخالفت کسی قسم کی نفرت نہیں پیدا ہوئی ہے عیسائی اور ہندو مذہب کا تو میں اکثر تعزیر علم اگر نہیں بتاتے تو شریک ہو کر اثر و تلیت میں اس اعتقاد کے مسلمانوں کی تعداد کم نہیں۔ ہند کیا عرب و عجم کیا ترکستان و افغانستان کیا ہر جگہ لاکھوں کی تعداد میں میں خواہ وہ قوم کے شیخ ہوں بگڑے سید ہوں مغل اور شیخان ہوں یا دیگر پیشہ ور ہوں۔ یہ سب ایک کے یکے مسلمان ہیں جو کہ خلافت طریقیہ رسول مخالفت سنت ہو کہہ لیاں سے کہا چلے جا رہے ہیں اور اپنے فعل کو عین خوشنودی خدا و رسول جان رہے ہیں۔

تبرہم کے وہ سنی مسلمان جو کہ ذکر شہادت حسین ایام محرم میں اپنے اپنے گھروں میں صرف شب و روز نہ عاشورا یا کہ پورے دس دن تک برابر بیٹھ لیا کرتے ہیں نہ وہ دوسروں کی مجلس میں شریک ہوتے نہ وہ کسی کو اپنے یہاں بلاتے۔ نہ وہ تعزیر بتاتے نہ دیکھتے ہیں تعزیر کو بدعت کہتے ہیں۔

علا کے وہ سنی مسلمان جو کہ اپنے یہاں عام مجلس کے سبکو شریک کرتے واقعات شہدائے کربلا پڑھو کر گڑھتے تقسیم کرتے۔ غار نیاز کیا کرتے ہیں۔ اور اپنے بخیال سنی اور شیعہ بھائیوں کے یہاں بھی مجلس میں و تا شریک ہو جائے۔ اکثر شیعہ قریب پڑھتے ہیں ماتم کرنے کو بھی اختیار کر رہے ہیں۔

عکس کے ناخواندہ طبقہ کے زیادہ تر پیشہ ور جو لاپتہ صافی کچھڑے کپڑے وغیرہ جن کے خاندان میں
انکے بڑوں کے کسی منت مراد کے پورا ہو جانے سے یا اور کسی وجہ سے تعزیر بتائیکی تیار کر گئی اور
اولاد پر خاص اہم تاکید اور وصیت اثر کر گئی ہو تو یہ سلسلہ جاری ہے اور برابر رہے گا۔ لیکن زیادہ
ترز و شادات کم پڑھتے مجالس نہیں کرتے یوں شوقیہ یا کاشت میں زور دے دیتے یا کہ
دیکھا دیکھی برائے نام مجالس کر لیتے ہیں وہ اور بات ہے نہ تعزیر کو جانتے نہ حسین کو پہچاننا چاہتے
کہ کون ہے۔ ہاں تعزیر تو چھوٹے بڑے اونچے سے اونچے بڑی محنت اور لاگت کے بکثرت بناتے
باجوں اور روشنی میں مختلف قسم کی تقسیم میں صرف کرتے ہیں۔

لیکن اونچے سے اونچے تعزیر بنانے کی ضد میں یا کہ مزاحم راستوں سے تعزیر یعنی نیکی قسم کھا
کی ضد میں اپنی جہالت سے ہندوؤں سے یا اپنے مسلمان بھائیوں سے یا کہ سرکاری پولیس سے
پیل یا کہ کسی درخت کی شاخیں کھڑانے تاکہ کھڑانے اپنی باتوں کو منوانے اپنے مخالف
کی ضدوں اور مہت کے توڑنے میں اپنا یا کہ مخالف کا نقصان جان مال کرتے آبرو بگاڑتے
میں ہر وقت تیار رہتے ہیں اور محرم کے زمانہ میں محرم کے سپاہی بکر لٹے مرنے پر تل جاتے ہیں
بجز اسکے کہ وہ چھریوں کی لکڑیوں کی مار سے اپنے آبائی رسم تعزیر داری کی لکیر کو شیشے
میں اور کچھ تعزیر کی عرض و اہمیت سے صاحب تعزیر حسین کی حقیقت سے نہ تو واقف ہیں اور
نہ کل عوام تعزیر و اہمیت ہونا چاہتے ہیں۔ ہر جگہ شیعہ لوگ فتنہ و فساد سے ڈرتے اور ہندو
مسلمانوں سے نہیں لڑتے موروں کے ساتھ عورتوں کا بھی یہی حال ہے۔ بعض جگہ دن میں
اور سب جگہ رات میں جملہ شیعہ عورتیں اپنی مرضی سے یا وارثوں کی اجازت سے گھر سے باہر نکل
و تعزیر کی زیارت کو نکلا کرتی ہیں۔ اسی طرح سے اہلسنت عورتیں بھی مولود میں تعزیروں میں
علیوں میں باہر نکلتی ہیں تو ہر اک اعتراض کے قابل ہو گئی خواہ وہ ہند کی بیوی یا کہ عرب
عجم اور دیگر ملکوں کی ہوں۔

اہلسنت فرقہ کے تمام افراد خواہ وہ کسی طرح سے تعزیر و اہلسنت یا کہ حرام کہنے والے ہوں
اور محرم کا زمانہ آیا تو علم و تعزیروں کے ہمراہ جلسوں میں کسی قدر کم گریز و عاشورہ تو خواندہ
تا خواہ کبھی وہی نے جوڑے زندق برق جو کہ عید میں پہنے تھے عاشورہ کے روز صبح سے بدل
ڈالیں گے خواہ وہ تعزیروں میں شریک ہوں یا اپنے جگہ محفوظ رہیں یا چھوٹی چھوٹی کرتے پان
کھاتے عطر و پھل لگاے کھاتے میں ہاتھ ڈالے تماشائی بنے میلہ کی طرح دکانوں سے
چاٹ کھاتے عید کی طرح عید کھانے خرچہ کر لاتے دکانوں کو دکانوں کو سیاتے ڈیرے پیسے لگاتے

میں جہاں سے تعزیر گزرتے ہو یا جہاں پر دفن ہو چکے ہوں وہاں سب جگہ یا تعزیر نہ نکلتے ہوں
ی اور غرض کہ قوم کی سبھی فردوس زینت و آرائش کو واجب جانتے ہیں۔

نیز یاد
یا کہ
نہایت
بناتے
خود ہر شخص اپنے مقام پر کر سکتا ہے۔

محرم اور پیم کے زمانہ میں شیعہ و سنی مسلمانوں کی زینت و شادابی

شیعہ وہ تعزیر دار قوم کہ جن کے اعتقاد میں شادی نہایت اور نجاستی زینت و آرائش کرنا
حرام ہے کہ قبل شہادت اور بعد شہادت حسین و رسول علیہ السلام پر نشان بال روئے ہونے کے نظر
آئے جنہیں دیکھ کر حضرت ام سلمہ علیہا السلام پریشان حال اور خجابت فاطمہ بیقرار ہوئیں۔
چنانچہ وہ محرم سے پہلے تک اور اکثر جگہ آٹھویں ربیع الاول تک اپنی تمام شادی خوشی
کی رسموں کو بند کر دیتے ہیں۔

کیونکہ سنی اور شیعہ کی سب کتابوں میں شہادت حسین پر سوائے روئے پریشان حال ہونے کے
حضرت رسول اور خاندان رسول کا عاشورہ کے دن روزہ رکھنا نہ کیرے بدنام خوشیاں منانا
عیید اور میلہ کا نقشہ اندر باہر دکھانا نہ ثابت نہیں ہے مگر ہاں روزہ عاشورہ لشکرِ یزید میں
دو بار یزید میں حسین کو معہ چھوٹے بھروسے قتل کرنے اور خاندان رسول کو ذلیل کرنے
کی خوشی میں خوشی منائی گئی اور چھوٹے بھروسے کی مکانوں و کانوں بازاروں کو سجا کر آل رسول
کے غم کے مقابلہ میں عید اور میلہ کی ہر جگہ شان و کھالی گئی ہے۔

اب رہے امام مہاراجوں کا راستہ کرنا علموں و فنون کا سہارا لانا ذریعہ و نفاذ تقسیم کرنا
یا نذر نیاز دلا کر کھانا یا کل باتیں غم حسین کو دل میں اور کل رنگ پے میں رکھ کر حسین کا
تمام دوسروں پر نہایت آراستگی اور قدر و قیمت کیساتھ روشن کرنے دوسرے کو ترغیب
دینے کے لیے شہروں کے قابل استطاعت پر تکلف طبیعتوں سے رواج پایا ہے یہ دیکھ کر

باتیں سمجھ کر جیسے سنی و مشد سب اپنے مردوں کے خوش کرنے کے لیے اپنے کھانوں پر ملاوٹ چیزوں پر
جلکہ کو صاف ستھری بنا کر صاف کپڑے پہن کر خوشبو میں جلا کر بھائیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنے مردوں
کی یاد کر کے مردوں کی قدر و منزلت کو ظاہر کر کے دنیاوی ایسی شکایتوں کو دفع کرتے ہیں
کوئی یہ نہ کہے کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ اپنے مذہبی پیغمبر اور کلامی جہانی قوتوں سے مذہبی سنی
اور طرح طرح کے فیض حاصل کرتے نجات کے طالب ہوتے ہیں اپنے خاندانی بزرگوں کی جائداد سے
بڑے ادا کرتے ہیں گران کے روجوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے نام کا فاتحہ بھی نہیں لاتے یا کہ
ناتھو کر بقاء مقام کے منادری سے دلاتے مسمری باتوں میں ٹال دیا کرتے ہیں جس سے مذہبی پیشوا کی
خاندانی بزرگوں کی اور خود نام نہ لینے والوں کی سراسر تہمتیں ہو گی اگر وہ اپنے مذہبی پیشوا
خاندانی بزرگوں کے نام کو ان کے حالات کو دل سے فراموش کر دیں گے۔

بسطر سے میلاد شریف میں مکانوں کو اور راہ و مضافات میں بڑے بڑے ختم قرآن مسجد و مکتبہ
یا مدرس کے زمانہ میں سیر دیکھے مزاروں کو سجا کر اور چیزوں کی تقسیم سے اس لیے رونق دلا کر
بتایا جاتا ہے کہ لوگوں کو ترغیب پر اور نظام کرنے والوں سے پیسہ لگانے والوں سے اپنے پرانے
خوش ہوں اس طرح سے شیعوں بھی مسلمان بھائیوں کو یا اور مذاہب کی مذہبی رو اس کے بارے میں
بتانے کی طرح اپنے امام بارگاہوں کو علموں خرمیوں کو قیمتی سامان سے سجائیں مگر مذہب کے عہدہ
غذاؤں سے مجلس نیاز کو رونق دیں تو یہ بجا اور قابل الزام بات نہ ہو گی۔

اب رہا معاملہ مختلف قسم کے باجوں کا غم کے دنوں میں شامل کرنا اور نہ ہی باجا بجانے کو
ثواب سمجھ لینا خلاف ہے یوں باجے کی ایک دانگ کی جوت آمد محرم کی خبر دینے اور غم و ماتم حسینی
کی دنوں پر چوٹ لگانے کے لیے کسی بے رونق و اورادہ باجے کو اسباب غم میں قرار دیا جائے تو زیادہ
ممکن ہے کہ الزام و اعتراض سے بچ جائے اور گنہگار خطاوار نہ ٹھہر سکے۔

وہ گئی اور قسم پاس جو تا تو لی کپڑے وغیرہ میں سبز و سیاہ رنگ سے طرح طرح کی زینت کرنا
اور جسم مندو زنا یا دیگر غیر ضروری چٹنی باتوں میں برقع کی خصوصیت کو عزاداری کا یا مذہب شیعہ
کا جو سمجھنا عقل اور رسوم عزاداری اور مذہب شیعہ کے اصول کے خلاف ہے۔

یہ زینت و آرائش کے برقع کے چھ چھ مہی کرتے ہیں جو کہ بچے تو جوان عورت مرد اور اس
خیال کے بغیر زمانہ کے رنگ میں رنگے ہوئے خود کہ حسین کے سو گوار و تعزیر داروں میں
شامل کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے رنگ فعل سے تعزیر واری کی خود تو مین کرنے والے ہوتے
ہیں کہ تہن کے دنوں پر امام کے سو گوار اثر نہیں جوتا اور ان کو ان کے دنوں میں کپڑوں کی

زیب و زینت کی مجالس میں باتوں کی پان تہا کو کی قطع عمدہ ترک کی مانجے پوانے کی نئی دجا
 کرتی ہے جن کے فصل پر غیر مذہب کے لوگوں کو فقط اعتراض نہیں خرید ہر شعبہ کے پچھ
 تعزیر دار اور انے علماء سب اسے لوگوں کو بہرہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا جو کوئی بڑی بات کرے
 اسے اچھا کون کہتا ہے بخلاف برادران اہلسنت کے کہ ان کے اعتقاد میں یہ بات کہلی مشہور ہے کہ
 عاشور کا دن بہت سی عمدہ قابل فخر باتوں کی وجہ سے خود باعث برکت اور شادی و مسرت کا دن ہے
 دوسرے اس روز شہادت حسین معقول ہوئی (س) حسین بڑے اطمینان کی جگہ بہشت میں پہنچے
 لڑائی جھگڑوں سے چھوٹے تو عاشورہ کے دن جس قدر خوشی اور زینت آرائش کی جائے باعث ثواب ہے
 اور روزہ رکھا جائے وہ بہتر ہے۔

اسوجہ سے لوگ عام طور پر چھوٹے بڑے بچے جو ان بوڑھے جاہل عالم نے جسم لباس و مکان کی
 عیب کی طرح ظاہری آرائش کرتے اور اکثر عالم اپنی بے شادیوں اور خوشی کی رسموں و ختمہ موندن
 و دیگرہ بجالاتے پر بھی اس لئے جرات کر جاتے ہیں کہ ان کی ریت نہایت قائم ہو اور عام لوگوں کے
 اوس سے ایام غم حسین میں خوشی کرینکا خوف جاتا رہے سوا تک بفضل خدا کسی شخص نے سوائے
 بڑا کہنے کے بیاہ کلمہ کرنے اور ختمہ ولادت کی رسم بجالانے کی کسی عالم کے توڑنے سے پیروی نہیں کی
 اور خوف بدستور باقی رہا جسک شنی مسلمانوں کی ہر روز عاشورہ اس ظاہری عید اور میلہ کی طرح زینت
 آرائش کی وجہ میں یزیدی جشن کی پیروی ہرگز نہیں کہتے بس فقط روز عاشورہ کی ذاتی مسرت سے بات بتائیں
 جس بات کے بتانے سوال ہے کہ خاص ان عالموں و دقت کاروں شہر کے دو چار گنوں جنوں کو
 چھوڑ کر کہ یوم عاشورہ کی خوشی کی دیو ہوں کو با کر خوشی کرنے کے کپڑے بدلنے کے سوا باقی
 دیکھوں کر وروں مسلمان عام طور پر یکہ ہمدستان میں تیرہ کی ایجاد میں ہوئی تھی یا کہ
 جہانگیر نے نہیں بنائے جاتے تھے غیر تعزیر دار لوگ یا عام طور پر اس طرح سے خوشیاں منایا کرتے
 تھے نہیں ہرگز نہیں۔ یا حسین کا غم جب تک دوست واران علی حسین کے دلون او
 ان کے مکان کی چار دیواری میں منانجا کیے سلطان اعیار کے سامنے نہیں آیا تھا پس اگر کہیں غم حسین
 نہیں منایا جاتا تھا تو خبر دو چار دقت کار عالم کے عام طور سے خوشی اور زینت بھی نہیں کی جاتی
 تھی یا وہ جب تک واقعہ شہادت حسین پر نہیں گزرا تھا آیا اسوقت اعیان میں کسی نے یا کہ خلفاء
 و اول رسول میں کسی نے عاشورہ محرم کے دن خوشی منائی ہو یا کہ رسول نے امت کو یوں حکم دیا
 ہو کہ تم روز عاشورہ عید میلہ کی شان دکھانا یا خلفائے اسلام نے اول سے نیکر معاویہ تک
 اور یزید کے بعد دیگر خلفائے اسلام نے خواہ کوئی علی کا دشمن بھی گذرا ہو کینے بجز یزید کے

عاشورہ کے دن خوشی کی زیست و آرائش کی سنت نہیں جاری کی اگر ان میں بھی کوئی جاری کرتا تو یہ
مسلمانوں کے علاوہ رسول و دختر رسول و خاندان رسول پر بڑا احسان ہوتا کہ نزدیک طرح عاشورہ
جسٹ و ایام غم محرم میں اس نے خوشی کی ریت قائم کی ہے خواہ اس وقت یا کہ بعد کے مسلمان
اپنے اپنے عزیزوں کے جنازوں کو غم کی شان سے اٹھانے اور ان کی لاشوں پر روتے پڑتے مہینوں
رسوں تک تعزیت و ماتم عنہم کی طرح کرتے ان کے جنازوں کے ساتھ بڑی بازی کیسٹ تماشے
نہیں کرتے باجے نہیں بجاتے دو کالین نہیں بجاتے سہی سرسہ کا جل عطر پھیل لگا کر کڑے سے بدل بدل
کر اپنے عزیزوں دوستوں کی ماتم پر نہیں کرتے مگر یہ سب باتیں حسین کے لئے دختر رسول کو دنیا سے نرالا پرست
دینے کی خاطر کہ جو زمین نہیں سو زیدی سنت کے ہمراہ عمل میں لائی جاسکے لیکن۔

دوسرا سوال یہ کہ اگر کسی میں دقت کر بلا کے بعد آنے والے مسلمان زیدی
خوشی کی تقلید اور سنت سے بخوف خدا و رسول خود کو بچانا چاہتے ہیں تو روز عاشورہ لشکر
بزید میں پھر بار بزید میں جب قدر مسلمان تھے وہ حضرت ابوبکر و عمر کو خلیفہ اول دوم اور علی کو
خلیفہ چہارم ماننے والے سنی مسلمان تھے ان میں جاہلوں کو خاندان رسول سے ناواقف
لوگوں کی جھوٹ کر ہزاروں عالم حافظ قرآن اور سیکڑوں صحبت رسول میں آنے والے حسین
سے مراجعہ کو رسول سے قرابت کو جاننے والے بھی وہاں موجود تھے تو ان میں اگر خوف خدا و
رسول بقابلہ زید غالب ہوتا تو وہ خرچہ تباہ کی طرح معہ فرزند و برادر و غلام بگڑ کر زیدی لشکر
سے جدا ہو جاتے تو اس سے لڑتے پھر دربار بزید میں الحرم کی تشہیر و رسن بستہ دیکھتے یہ جان
و مال کا خوف نہ کھاتے زیدی لشکر پہ ہاتھ پٹا کرتے یا کہ وہاں سے بگڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے
تو بلا شک ایمان ان کا قابل غرور نہ ہوتا لیکن جب کہ علی کے بجائے حضرت ابوبکر و عثمان
کو خلیفہ رسول ماننے والے مسلمانوں اس وقت زیدی لشکر میں داخل ہونے قتل حسین پر کرتے
ہوئے خاندان رسول کو تباہ کرنے ان کی تشہیر کرنے پھر بھرے دربار میں ان کی توہین کو کم
سے دیکھنے کو فتح زید کا خوشی منانے خود کو آراستہ کرنے تو اس وقت سب نے جازر سمجھا تھا تو
اس سال کے بعد آئندہ آنے والے مسلمان اپنے مذکورہ اعتقاد عمل کی پیروی میں منتظر
کرتے نظر آئیں تو کیا تعجب اور کون سی حیرت اور نفرت کی بات سمجھی جائے گی۔

ہم نے ماکہ روز عاشورہ سراپا خوشی کا دن تھا جس کو نہ انبیاء نہ ملائکہ نہ صلوات نہ خلفاء
السلام خاص طور سے اپنے زید و غیر لوگوں میں پھیلانے کی کوشش میں نہ لگے لیکن چونکہ
اسی روز مسلمانوں کے رسول کا نواسہ اسلام کو زندہ اور قائم رکھنے کی خاطر قتل ہوا ہے

انہوں میں مظلوم کے قاتلوں اور خدا و رسول دشمنوں یعنی یزیدی طرفداروں نے جو باطل خوشی سراپا حق (محسن اسلام حسین) کو شکست دینے کے مقابل میں عین عاشورہ کے روز لشکر یزید میں اودھ بھگدور بار یزید میں مسلمان کی حق تو ایسی نیک و بد مخلوط صورت اور نسبت و خدمت آمیزہ کو کم از کم اس روز ترک کر دینے پر ہر غیر جانبدار خدا و رسول کے سچے طرفدار کو اس لئے حضور اکرامہ ہونا چاہیئے کہ اس روز شیطان مجسم دشمن خدا و رسول کی خوشی عین برحق غم شہادت حسین کے مقابل مسلمانوں میں جبرئیل شامل ہو کر ان کے نیک عمل کو باطل کر رہی تھی تو ہمارے کی قدیمی خوشی کو ملتوی کرنے پر معمولی جرم کے یہ نسبت یزیدی کی طرفداری کے زبردست جرم سے بچانا بدرجہ اولیٰ ہوتا۔

پس اگر تفریہ دار مسلمانوں میں واقعی شان غم دکھانا اور خدا و رسول سے سچی محبت و ہمدردی کا اظہار کرنا ہے تو تفریہ کے ساتھ یا جہاں پر کہ تفریہ دہن ہوتے ہوں اپنے آپ کو اپنے بھائیوں کو عید میلہ کی طرح خوشی کرنے اور نہیب و زینت بغیر دکھانے سے پڑے باز رہنا ہے کھیل تماشوں سے دکانوں کی آراستگی سے بچا کر بغیر کسی سے لڑائی مولیٰ لئے خاموشی سے تفریہ کو علموں کو آقا کر بلا پڑھنے رنج و غم گریہ و ماتم کرتے لے جائیں جس طرح کے راستہ میں رکاوٹیں اور کانٹے ٹھاکے ہوں تو نہایت ہشیار ہی سے دامن بچا کر وہاں سے نکل جائیں خود کو یا کسی کو نہ الجھائیں خلق و تواضع سے کام لیں تب تو آپ کی تفریہ داری کا فردوسوں پر بہتر ٹپے لگا دینا آپ اسکو باز کیے طفل اور پہلوانوں کا اکھاڑہ اور لڑائی کا میدان بنا کر بلاوجہ بدنام نہ کر ایسے اور خود کو اپنے جانیوں کو شہ نقصان جان و مال سے بچائیے۔ (والسلام)

یہاں سے غم کی بابت تاریخ پیلو دکھایا جاتا ہے اور دیگر یادگاروں سے غم کی یادگار کی ضرورت ثابت کی جاتی ہے۔

مقصد ہذا کا تاریخی منظر

حسین کا غم اور واقعات عالم

(۱) یادگار کی ضرورت | اپنے کسی عزیز خیر خواہ یا دشمن بد خواہ یا بادشاہ عادل اور شجاع اور دنیا کی یادگاریں | دیوار کی یا کو اپنے مذہبی خدا دیوی دیوتا اور تاریک پیر اور ان کے جانشینوں کی یا خوشی کی ہو کہ غمی کی ہو، لوگ دل سے سناتے اور ان کے مقدس مقامات کو مقدس کتابوں اور دیگر تبرکات کو بڑی حفاظت اور عظمت و شہرت سے

قائم رکھتے ہیں اگر یہ صفہ دنیا سے مشابہت میں تو بہت ہی جلد ان کا نام بھی دل سے محو ہو جائے گا
 کر جسے کسی کی یادگار مٹا دی ہوگی جیل اپنے نام و نشان اپنے محبوب یا دشمن یا پسندیدہ مکرر دہشت
 کا صفحہ دل سے دہل گیا تو اس کے عمل اور طریق یا کارشار و فرمان کی پابندی کرتے سے انیسیت نہ
 رہے گی جس کے مٹنے سے ہر قوم قبیلہ اور خاندان کا نشان اور رہنمائی و ملت اور حکومت
 و ریاست کی امتیازی نشان باقی نہ رہے گی جس امتیاز کے اٹھ جانے سے دنیاوی دینی مقاصد کے پورے
 ہونے میں بڑی خرابی پیدا ہو جائے گی اور اچھے برے دوست دشمن اور خالق و مخلوق میں کچھ
 فرق نہ رہے گا جبکہ کسی کی یاد باطن سے اور اسباب یادگاری ظاہری صفہ دنیا سے مشا
 دی جائے گی۔

مثلاً کسی کے ماتھے پر نقشہ ہاتھ میں مالہ زبان پر رام رام اور منہ پر ہر ہر جاری ہو جائے
 تو اسے صاف ہندو کہیں گے خواہ وہ دلیں پکا مسلمان یا کہ عیسوی اعتقاد کا ہو۔ یا کسی کے ہاتھ یا
 تسبیح نعل میں قرآن ہو یا کعبہ اور مسجد میں یا اور کسی اسلامی مقدس مقام پر موجود ہو نہ زبان پر
 اللہ اللہ کی آواز لگاتا ہو تو وہ مسلمان کہا جائے گا خواہ وہ بالفرض ہندو و دھرم کا بپتی
 مذہب کی یا کہ اپنے کسی برے کی دشمن کی یا کہ خیر خواہ کی جو چیز بھی بغرض یادگار مقرر کر دی جائے
 گی جو نشانی طبقہ و خاندان اور ملک و مذہب و قوم کی مقرر ہو جائے گی بس اسی کی بدولت
 کسی خیال کی حقیقت کا پتہ چلتا اور ظاہر سے باطن کا حکم لگایا جاتا ہے خواہ حقیقت کسی
 کا عکس ہو جس سے ثابت ہو گیا کہ کسی کی یاد بغرض محبت یا دشمن کی بغرض نفرت کراہت
 بغیر کسی رسم طریق یا اس کی کسی شے کی باقی رکھنے کے ممکن نہیں پس ہم اپنے دوست کو بغیر کسی
 صورت یا اس کی کسی چیز مثل انگوشی و موال اور چٹری وغیرہ جیسی نشانی کو بغیر پاس رکھے ہوئے
 یاد نہیں رکھ سکتے اب یہ دیکھنا چاہیے کہ دنیا میں مشہور یادگاریں کس کس منہ کی کس غرض
 سے قائم ہیں اور شخص کے اغراض و مقاصد کو پورا کرتی ہیں۔ یا نہیں۔

دیگر اقوام کی اکثر یادگاریں دنیا میں ہزاروں لاکھوں یادگار ہیں ہر قوم و مذہب کی
 اور ان کی تعظیم و تکریم۔ ہر ملک موجود ہیں جنکی وہ سب ہر وقت عظمت کرتے اور
 سال میں کسی مقررہ تاریخ پر مناتے اور اپنے مقررہ

کر وہ اصول سے ان کے رواج و رسم بجا لاتے ہیں مگر ان میں کوئی ایک دوسرے پر اعتراض
 نہیں کرتا نہ عقائد نہ توہین سے اپنے نگاہ ڈالتے ہیں بخلاف مسلمانوں کے کہ وہ اپنے پروردگار
 کی مقرر کردہ رسموں کو تو بجا لاتے ان کے تیرکات کی نہایت تعظیم و تکریم سے
 یاد تازہ کرتے ہیں مگر معجب ہے بعض مسلمان اپنے مقدس محسن اسلام کو اسے

رسول کی نفس تغزیہ داری پر اعتراض کرتے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو ہنستے اور بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

غیر مسلم کی چند یادگاریں | ایسائیوں کے گرجا گھر بخیل حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویروں اور دیگر تبرکات نام گرجا اور اکثر جنگلوں اور عمارتوں پر جھنڈوں پر صلیب کے نشان بابل کی ایشیائیں۔ بادشاہوں کے مقبرے قلعہ دیگر عمارتیں اور انکی مخصوص ستھانی چیزیں عجائب خانوں کی محل چیزیں۔ ہلٹن کی نیر کیمبرج کالج لندن میں سر رکن نیوٹن کا مکرہ عیسائی تھوار اور

ریشیں۔ **ہندوؤں کی یادگاریں** | اسندر۔ وید شاستر اونکے بزرگوں کی مورتیں اور پسندیدہ چیزیں

ہندو اتنی تہوار اور رسمیں رام لیلا میں رام بچھن اور سناے محبت اور راجہ راون سے نفرت عداوت والے قہقہے خود جنگبازی کر کے دکھاتے ہیں تھتھہ جینو سر چٹیا ہاتھ میں بالا اور لٹیا وغیرہ

مسلمانوں کی یادگاریں | قرآن۔ کعبہ۔ بیت المقدس مساجد۔ کوہ صفا و کوہ ائمہ انبیاء کے مزار پیروں کی درگاہ خانقاہ۔ اٹکے تبرکات شمع۔ مذہبی احادیث و تفاسیر فقہ کی کتابیں حجر السود

چاہ زعفران علمائے صوفیائے کرام اور ان کی پسندیدہ چیزیں۔ **رحل جزدان یا غلاف کعبہ** | رحل جزدان کی قدر و عظمت قرآن سے مس ہو جانے سے کی

جاتی ہے اسطرح سے کعبہ کے غلاف کی کس قدر عظمت کی جاتی ہے کہ جب وہ دنیا پر پھرایا جاتا تو فوجی جلوس علماء و اراکین سلطنت کے ساتھ نفرو دو دیکھ کر لگاتے باجے بجاتے آتش بازی چھوڑتے اچھول پھینک دیتے لاتے اور کعبہ پر چڑھتے ہیں خواہ کوئی کچل جائے تو مضائقہ نہیں پھر جب وہ پڑتا ہوا جاتا ہے تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تبرکات بٹ جاتا ہے۔

محل حضرت عائشہ و رسول خدا | اسطرح سے محل جناب رسول خدا حضرت عائشہ کے ایک حصہ دوسرا شام سے بڑے ترک ہشتام سے لائے جاتے ہر ایک بھینس میں کرنے ہاتھ لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ بڑی خوشی منائی جاتی بازار آراستہ ہوتے دکانیں اور مکان سجائے جاتے شہر پر اغاں ہوتا ہر ایک

جگہ محلوں کو تہ تیغ کرتا ہے میں اگر علم و تغزیہ دلان بنانا یا اوکا گشت کرنا چاہیے تو یہ بھی بجا ہونا چاہیے۔ **حیاد شریف** | شہر و قصبہ ہندوستان کے جہاں مزار پیروں کے ہیں انکے معقدین علاوہ والی وغیرہ

انکے مزاروں پر قوالی غزلیں گاتے چادرین اور گائے چڑھاتے۔ خواہ چڑھانے والے **مندر شریف** | شریف قوم سید شیخ مثل پٹھان ہون یا میرانی کسبیاں اور کسی قسم کے پیشہ ور ہون بہر حال کسی عالم کی طرف سے کیوقت انہر کفر و بدعت کے فتوے نہیں لگائے جاتا اور انکے

ابوت سکینہ انبیا | ایک صندوق تھا جس میں رسولوں کی تصویریں حضرت آدم سے جناب رسول خدا
کے تبرکات تھیں۔ ایک عقیقہ موسیٰ کا عصا ہارون کا عصا اور کچھ تختیاں تھیں یہ تابوت
حضرت آدم سے جناب ابراہیم تک چلا آیا چرموشی کو پھر شویل سے عالمقہ لے لیا پھر ابوت
علی اور تابوت حسن تابوت سکینہ پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

عید قربان عاشورہ محرم | فعل ابراہیمی لفظ قربانی اسماعیل کی تاریحی مذہبی یادگار ہر سال ان اسلئے
یادگار ابراہیمی میں | قائم رکھتا ہے کہ ایک نبی زادہ جبری کے نیچے سے بچا دیا گیا۔ اور بجائے
اسکے دنبہ ذبح ہو گیا جس کا وجود نشان بھی نہ تھا یہ فردی عید کی بات
تھی خدا کی قدرت و مصلحت شاہ حال تھی تو ایسے واقعہ صبر کی یادگار کہ مانا جاتی ہے اب ان چند مثالوں سے
تغزیہ داری کی حکمت جو ان کا انصاف سے صحیح اندازہ لگاؤ عید قربان ہی زادے کی جبری سے بچا کر گلہ نہ
کھئے اور دنبہ کٹ جائے اور صبر پر ایم و اسماعیل کی یادگار بنائی جائے لیکن عاشورہ محرم جو کہ نواسہ رسول
کے گلا گٹنے کی حسب نثار خدا و رسول ہے مژدہ بردہ سے ہم سے بھری یادگار ہے یہ خلاف عقل خلاف شریعت
خلاف ایم دنیا کیسے ہو سکتا ہے تو پھر تغزیہ داری کا نہ لقا از ان اہرام بخلاف اول کے خلاف ہو گا۔

جبر سخت انوس ہے کہ | شاعت کی کوشش نہ کی جائے بلکہ اور بند کر نیکی سبیل میں کھل جائے۔
(۲) محرم کیا شے ہے اور کیوں شاعت امن و مسرت ہو کر ماہ عم بنیاد اسلام کی علم کی یادگار ہو گیا
محرم | مسلمانوں یا عورت کے سال کا پہلا ماہ ہے عین عربوں کے ایسین قبل از نبوی حرام کی مئی سال
میں عرب بہت آرام لینے سے محرم و جفر کے مہینہ میں سوتے تھے۔

عاشورہ کی برکت و سعادت اور غم مہابا کی وجہ قدیم | (۱) کہ بروز عاشورہ خدا نے زمین
آسمان سناٹے دریا پہاڑ لوح قلم کرسی اور فرشتے وغیرہ پیدا کئے (۲) اس روز ابوالہریرہ جناب آدم پیدا ہوئے
اور بہشت جاکے سکونت ان کے سے قرار ہوئی (۳) حضرت آدم کی نوبہ اسدن قبول ہوئی (۴) حضرت
ادریس علیہ السلام آسمان پر لائے گئے (۵) کشتی جناب نوح کو بڑی پروردگار عالم ٹھہری (۶) حضرت ابراہیم کی ولادت
ہوئی (۷) حضرت داؤد کا حقہ معاف ہوا (۸) حضرت سلیمان کو سلطنت ملی (۹) حضرت ایوب سے مرض سے
نجات پائی (۱۰) جناب موسیٰ فرعون پر فتویاں ہوئے (۱۱) حضرت ہوش شکم ماسی سے اسرور آکر ہوئے (۱۲)
حضرت عیسیٰ آسمان پر لائے گئے۔

مذکورہ بالا ایسے جلیل القدر خاندان خدا کی ولادت کا سیلابی اور بخت ماحصل ہونے اور دنیا بھر کے پیدا ہونے پر
بدون شہادت ختمین کی خاطر اپنی خوشیوں اور زبردستیوں پر بانی نہ رہا اور بخوشی و دلچسپی بخت ماسی سے
بدل گیا کہ کائنات مغیر کتابوں میں سب موجود ہے یہاں سے ایک اور ماحول کی جاتی ہے جو چنانچہ غلبۃ الطالین

دیگر معتبر کتابوں میں ہے کہ حضرت قاضی علیہ السلام حرم میں امام مظلوم کے ماتم میں مصروف رہتی ہیں اور دینے والوں کے آنسو اپنے رومال سے پونچھتی ہیں نیز شہداء و شہداء قیامت محمد بن مظلوم کی قبر شریف پر ماتم میں مصروف رہنے لگے۔
 ماتم تو مومن میں صرف مسلمانوں کو فرض و امتیاز حاصل ہے کہ ان کے مذہب میں غمی کی یادگار حرم میں شہادت حسین سے قائم ہوئی (جو ترقی اور تقویت اسلام کو بہت بخیر رہی ہے وہ بات کسی اسلامی یا غیر اسلامی خوشی کی یادگار سے حاصل نہیں ہوئی کیونکہ نسبت اسباب مسرت کے غم و مصیبت ماتم کے داستان اور اس کے رد و اج کے ذریعے زیادہ موثر اور ترقی پذیر ثابت ہوا ہے۔ لہذا خوشی کی حرام کے اہتمام سے زیادہ اگر فضائل و مصائب انبیاء ائمہ بذریعہ مجلس تفریح وادی بلوغ اہتمام کے ساتھ بیان کے جائیں اور ہر فرقہ کو شہر کا موقع دیا جائے ان کی شکایتوں اور نفرتوں کو دور کیا جائے تو پھر اور بھی زیادہ اسلام کو فروغ حاصل ہوگا جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ ہر اہل مذہب نے اپنی مذہبی متبرک رسوم اور چیزوں کو باقی رکھ کر انکی حمایت کی تو اسلام نے سب سے زیادہ اشاعت و ترویج دین اور کفر و شرک مٹانے کے لئے بڑے مظاہرے اور بری یادگاریں قائم کر دیں جبکہ عموماً اور نقشہ حرم سے دکھایا جاتا ہے جس سے اسلام کو یادگاروں اور مظاہروں کا مجموعہ کہنا بجا نہ ہوگا لہذا اسلامی یادگار اور مظاہرات میں سے تفریح وادی جس کے زبردست روحانی اور روحانی مظاہرے اور یادگار ہے۔

(۳) محرم و عاشورہ میں تلاطم۔
 عید الفطر و عید قرباں کا بین۔
 بہار و خزاں کی دو غم بخشی خوشی کا منظر۔
 محرم محل الطینان تھا کہ بڑی ٹہنتی۔ اس کا عاشورہ مختلف برکتوں اور خوشیوں کا مجموعہ تھا تو بڑی مسرت و انبساط اور خوشی و مہمانی کا دن تھا۔ لیکن اس کا الطینان اور افسانہ فقط عربوں سے نہیں تمام مسلمانوں سے بلکہ تمام عالم کے ہاتھ سے فقط شہادت حسین کی خاطر خائیں میں گیا اور ایسا مٹا کہ الفاظ غمرہ و عاشورہ یا نقطہ محرم اور اربعین و عہد کے استعمال کرتے ہی بلا خصوصیت مذہب و واقف کار کے لئے بذات خود بلا کسی کتاب یا اشارے کے عنوان غم و نشان گریہ و ماتم ہو کر واقعہ کربلا کی شہادت اور ظلم پریمی کی خبر دینے لگے وہ تمام خوشیاں سرخ سے ایسی بلبلیں اور اندوہ مصیبت کی گھٹاؤں اور اذیت و تکالیف کی تاریکیوں میں ایسی غائب ہو گئیں کہ بجز تصویر عہد ماتم اور کسی کو دھم دگمان بھی نہیں ہوتا کہ عاشورہ کوئی خوش خبری بھی تھی (۲) استیخ و خوشی کا منظر عید الفطر اور عید قرباں کی شان دریا سے فرات پر فون کے بہنے حرم کے نشے اور غمیں کے جلنے لشکرِ یزید میں الطینان و زینت و آرائش کے سامان سے پھر دربار یزید بازار کو نہ و شام وغیرہ میں حرم کے بہ پردہ پریشان ہاں مقید بن سبتہ اور تمام اہل دربار کو چہ و بازار کی زمیت و تجاوت اور جشن فتح سے رنج و مسرت کا پورا مزہ بچ جاتا ہے۔ پھر دربار جہالت سے ہندو مسلمان اور عینی و غیبیوں کے فساد اور تکرار سے

بجائے اطمینان دل جمعی کے پامنی اور قتل و خونریزی سے سرفراز رہنے، مانتدار سگو اور بننے اور عید کی طرح
پورے بدلے میں لگانے دکانے سجانے سے عباس ہے۔ زیادہ ممکن بیان نہیں۔

مسجد اور کعبہ کعبہ اور مسکنی نقل و صورت یادگار تمام مسجدیں جو بنا گامدہ، مکرئی اور انڈیا

کی ہم انسانوں کے ہاتھوں کی بنی ہیں فقط بغرض عبادت خدا خدا سے نسبت دیکرن و بیت اللہ خدا
کا گھر کہنے ہیں اور تعظیم و تکریم سجالاتے ہیں حالانکہ خدا کا مکان نہیں ہے

منبر شریف چونکہ کسی شے کی کسی بڑی یا قدرت شے سے نسبت دیکر عظمت کرتے ہیں اس

فائدہ کعبہ اور مسجدیں بغرض عبادت خدا اور اسکے نام کی پکار ہی جائیں اور بہت استحضار نہ خدا کی
جاتی ہیں سب مسجدوں امام باڑوں کے منبروں کو رسول اللہ کا منبر کہہ کر اسکی ادب و تعظیم
کرتے ہیں حالانکہ رسول کے زمانہ میں انکا ایک ہی منبر تھا جسکی ہزاروں لاکھوں نقلوں کی برابر
تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔

دیگر تبرکات شریف قدم شریف پنجہ شریف پوئے مبارک یاد دیگر بزرگوں کے تبرکات

خواہ انکی نہ بھی ہوں تب بھی انکے نام پر تعظیم کرنے پر بلا اعتراض ہر مسلمان تیار ہو جائیگا۔

تقریب شریف اسطرح تقریب کی تعظیم و تکریم کا فائدہ اس کو ہے لکڑی کی وجہ سے نہیں کی جاتی

بلکہ اس وجہ سے کہ وہ فرزند حیثیت معلوم کے روضہ مقدس کی نقل اور ان کے نام سے نامزد ہے

تقریب کے اندر دو قوتوں سے رسول کی قبروں کی نقلیں ہیں ان مصنوعی قبروں کا احترام کیا جاتا ہے۔

قبروں کا پوجا نہیں ہے کیونکہ قبر سے کہنے ہیں جس کو گور کن کھود کر بناتے ہیں۔ اور قبروں میں

قبروں کی نقلیں ہیں جو غیر دی و ح سے جن کی ادب تعظیم کرنے میں کوئی مذہبی جرم و گناہ نہیں چاہیے

فقہ کی زبردست کتاب فتاویٰ عالمگیری اور خزائنہ الروایات میں ہے۔

ایک شخص نے رسول مقبول کنجی دست میں آکر عرض کی کہ میں نے جنت کی چوکیٹ اور جحر عین کی

پیشانی چومنے کی قسم کھائی ہے اسے کیونکر پورا کروں آپ نے فرمایا کہ ماں کے پاؤں اور باپ کی

پیشانی کو جو ملے۔ عرض کی وہ اگر وہ زندہ نہ ہوں، فرمایا کہ اوں کی قبروں کو بوسہ دے اس نے کہا

وہ اگر مجھے قبر میں نہ معلوم ہوں آپ نے فرمایا کہ وہ خط کھینچ لے اور نیت کر کہ ایک ماں کی قبر ہے

اور ایک باپ کی۔ پس غور کرو کہ جب ماں اور باپ کی قبروں کی مصنوعی عکس بنانے کی خود

رسول اللہ اجازت دیتے ہیں تو پھر فرزند ان رسول کی قبروں کی شبیہ بنانی کیونکر ناجائز

ہو سکتی ہیں۔ نیز جبکہ قبور الدین کی نقلوں کا بوسہ لینا جائز ہے تو پھر سب رسول کے روضہ کی نقل
اور اسکا ادب احترام کیونکر خلاف شریعت ہوگا اسلام نے صرف سایہ دار یا سہ سایہ جاندار

تصویروں کے رکھنے اور ادب و تعظیم کرنا کی مخالفت کی ہے بے جان چیزوں کی جیسے بنانے کی ہرگز مخالفت نہیں۔ کیا مسلمانوں کے گھروں میں خانہ کعبہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت خلفا یا کہ پیران عظام کی تصویریں یا ان کے تبرکات اور ان کے مقدس مزار موجود نہیں ہیں جن کی تمام چیزوں کی (فقط ان سے منسوب اور نامزد ہونے کی وجہ سے) تعظیم کی جاتی ہے بیشک اسلام نے اگر بت پرستی کی مشابہت بچانے کیلئے چاند اور چیزوں کی سایہ دار یا کہ بے سایہ تصویروں وغیرہ کی مخالفت کی ہے تو نہایت افسوس کے ساتھ اب گناہ پر محاکمہ مسلمانوں کے اکثر حلیل القدر محترم ذاتوں نے تبدیل زمانہ میں اس پر کچھ عمل نہ کیا اور سایہ دار تصویروں کو اپنی استعمالی چیزوں میں بدل اہلانے کیلئے لکھنا جائز سمجھا اور اعتراض کرنے والوں کو گرفت کا موقع دیدیا۔

(۱) چنانچہ خود زوہر رسول حضرت عائشہ اور انکی سہیلیاں آنحضرت کے سامنے گھروں یا کہ گھوڑوں کی صورتوں سے کھیلتی تھیں (از صحیح بخاری ابو داؤد)

(۲) قائم ابن حضرت ابو بکر صدیق کے گھر میں بعض عجائب المخلوق صفا اور قدس کی تصویریں تھیں (فتح الباری جلد ۱ ص ۳۲۶)

(۳) حضرت عائشہ کے بھانجے عروہ (جو کہ امام المحدثین ہیں) کے لکھنے پر زید و ادناسانوں کی تصویروں میں اور ان پر شیک لگا کر بیٹھتے تھے (فتح الباری بحوالہ ابن ابی شیبہ)

(۴) ابن سعد نے بتایا یہ روایت کی ہے کہ الحنین حضرت عروہ کے بٹن میں تین آدمیوں کی چروں کی تصویریں تھیں (تالیین مدینہ ص ۱۳۷)

(۵) حضرت انس بن مالک کی انگوٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غزاں کی تصویر تھی (اسد الغابہ)

(۶) علامہ فضل ابن رزق لکھتے ہیں کہ گھوڑوں کے کھانے حرام نہیں (از کتاب البطلال الباطل)

فعل زوہر رسول کی وجہ سے جائز کر دیا۔

اور یہ جان چیزوں کی تصویروں کی اجازت کی بابت | دو کتاب مشکوٰۃ زہد میں حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ درخت یا کہ دیگر بے جان چیزوں کی تصویریں بناؤ۔

جن چند معتبر و مختصر ثبوت سے یقیناً ثابت ہو گیا کہ تعزیر جو کہ روئے نواسہ رسول کی نقل پر اسکا بنانا اور ادب و تعظیم کرنا کسی طرح ناجائز اور خلاف عقل نہیں تعزیر کو بت کہا جائے گا تو مساجد جو کہ نقل کعبہ ہیں اور خود کعبہ و قرآن بت ہوں گے اور ان کی تعظیم بت پرستی ہو جائے گی تعزیر بت پرستی ممکن ہے بت پرستی کو منع کر کے بتاتا ہے کہ بتوں کو اپنے ہاتھ سے بنانے والے ان کو خدا کہتے یا کہ سامنے رکھ کر شریک عبادت خدا کہتے ہیں۔ مگر تعزیر کے بنانے والے منہ دیا کہ مسلمان

نہ خدا کہتے ہیں نہ سجدہ کرتے ہیں نہ اوقات عبادت میں تفریح کو سامنے رکھتے نہ اسکی تصویر پیش نظر رکھتے ہیں اور جو اپنی جمالت میں تفریحوں یا علموں کی جانب یا رب پر یا سجدہ عبادت کو لگا کر گنہگار ہو گیا۔ یہ تفریح بت شکن خیر شکن کے مظلوم فرزندوں کی طرف سے روک ٹوک کی نقل اور واقعہ کر بلا کی یادگار ہے یہ نزدیک ظلم و ستم اور تمام افعال و اعمال بد سے بیزاری دلائے والا اور شیطانوں کے شر سے بچانے والا ہے عید گاہوں مسجدوں میں عید کو جمعہ کو اور پنج وقتہ جماعت میں اور حج کے موقع پر کعبہ میں یکجائی بھیر اور کثرت سے جب طرح کہ شرک جو بت پرستی کی تردید و تکذیب ہوتی ہے۔ اور ان کو خدا نے مظاہرے اور حمیت و جوش اور اتحاد و تبادلہ خیالات پیدا کر نیکا ذریعہ قرار دیا ہے یا کہ ماہ رمضان کے روزائے کو انسان کے نفسانی بوجھ و مشغولوں اور حیوانی طاقتوں کو توڑنے خراب ماہوں کو دور کرنے کے واسطے خدا ایک حکیمانہ مظاہرہ اور حمایت و تقویت مذہب کے اسباب قرار دیا ہے تو اس طرح سے علم و تابوت اور تفریح کے خدائی مظاہرے اسلامی صداقت مذہبی حمایت و اوقات شہادت کے اسباب و حدائیت و رسالت کے اصلی نمونے اور خدائی معرفت کے ذریعے ضبط صبر و شجاعت و سخاوت کے مظلومی اور یکسی کی یادگار دنیا کے سامنے پیش کرنے والے اور انہیں برائیوں کو ایک نقطہ اور مرکز پر لانے والے پتھر جیسے دلوں کو نرم کرنے والے ان کے باطل خیالات کو توڑنے والے دنیا کی تمام یادگاروں سے اپنی بڑی بڑی پراثر شان خدا دکھانے والے ہیں۔

(۱) تفریح واری مسنت حسنہ ہے | اصول فقہ نے اس چیز کو مہل قرار دیا ہے جسکی مخالفت مذمت قطعی دلیلوں سے ثابت ہو چو کہ تفریح کی مخالفت قرآن احادیث و کتابت نہیں ہوتی بلکہ خود خدا کے کلام مبارک اللہ میں داخل اور آیات و آثار حیرت انگیزی ذرائع احکام اسلام میں شامل ہے۔ تفریح سے حکمت و موعظہ اور نصیحت اور عبرت حاصل ہوتی ہے اس سے مذہبی احساس ہوتا ہے ظلم و بغاوت سے نفرت۔ رحم۔ صبر۔ علم۔ اور قناعت و سخاوت و شجاعت و شہادت سے رغبت اور شان ظاہر ہوتی ہے محنت جفاکشی کی عادت اسلامی آرٹ صنعت و حرفت فن اور ہنر حاصل کرنے کا شوق اور کسب معاش کا ذریعہ ہو۔ مختصر یہ کہ تفریح خدا اور ان خاصان خدا کی یاد دلاتا اور ان کی پیروی کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔

جسکا ذکر سورہ الحمد میں انفت علیہم سے کیا گیا ہے۔

(۱) تفریح و مجالس سے جو اشاعت اسلام کی ہے وہ اور کسی ذریعہ اور یادگار سے ممکن نہیں جسکا ثبوت عیسائی ڈاکٹر اور فلاسفر کی لایوں سے غیاں ہے۔

تفریح واری سے جو ہر اسلامی تبلیغچی تعلیق اور رہنمائی اور کسی اسلامی یادگار کی ممکن نہیں ہے یہ اہل اسلام کے لئے بڑی نعمت اور ہدایت مشرق کی بڑی غنیمت چیز ہے

خدا بعض سلام کی فردیں بجائے اپنی باتوں پر نظر کرنے اور روکنے کے تعریے داری کے ماسب کہ اگر نفرت لانیوالے
ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں اس کے متعلق اسلامی اور غیر اسلامی زبردست علماء و فلاسفہ اور ڈاکٹروں کی جو بہتر
رائیں ان میں سے بعض عیسائی مؤرخوں کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر جوزف لکھتا ہے کہ

تقریباً داری کے ہر ایک نکتوں سے اس بات کا پتہ لگتا ہے کہ مذہب شیعہ کے آغاز سے اب تک نہیں سنا گیا کہ انہیں
خیزد لوگوں نے یا ایک جماعت نے دین اسلام کو ترک کیا یا دیگر فرقہ اسلامی کی طرف مائل ہو گیا کسی ایک آدمہ شخص نے اپنے
خاص ذاتی نفع یا کہ جہالت اور ضلالت کی وجہ سے دیگر کسی فرقہ کے عادات و اعتقاد حاصل کر لیا ہو وہ بات اور ہے

(۲) ڈاکٹر سیو مارٹین

ملکی احساس اور ایمان مذہبی جو تقریباً داری سے اس قوم میں پیدا ہوا ہے اور کسی قوم میں نظر نہیں آتا تمام اعلیٰ
پہنچنے والے مذہب و مہوش کا احساس اس قوم میں حنین کی عزاداری سے پیدا ہو گیا ہے اور جب تک وہ اس عمل کو اسامہ ملکہ اور
مقصود قرار دینے میں لگتی اور زبردستی قبول نہ کریں گے ہم جہد و تہجد اپنی مشنری لوگوں کا پر دہ گرم دیکھتے ہیں اور سوار
کرتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ باوجود تمام قوت و ضرورت کے اس فرقہ کی ترقی کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں کر سکے اگرچہ
ہمارے علماء اور پادری بھی حضرت مسیح کے مصائب کا ذکر کر کے لوگوں کو بہت متاثر کرتے ہیں مگر یہ ذکر اس وضع و سلوب
اور اس شکل پر نہیں ہوتا جیسا کہ پیروان حنین سے رواج ملتا ہے۔

تقریباً داری کی ترویج اور اشاعت ہر مل پر فرض ہے

اور ہر مل کو بحیثیت مسلمان ہونے کے لازمی اور واجب ہے کہ وہ بطور مروت و انصافیت اور ہمدردی و انصافیت
بہوش رقت۔ کیساتھ مظلوم و معیست زدہ غریب و بیکس کا ساتھ دے اور اس کے اسباب تفریق و نام داری میں
شریک ہو کر اتنا دین جاے۔ اور نہایت قلوب عقائد سے اگر اثنائے ذکر و تہجد میں کچھ نقائص اور خرابیاں مسوس
ہوں تو انکی اصلاح کا کسی پہلے طریقہ سے درپے ہو مگر شرکت سے گریز کرے۔

عزاداری کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے

خدا و رسول اور آل رسول ثابت ہو جائے تو شرط انصاف اور ایمان داری اور عالی ہمت و جوازدی اور عزم
کو ہر چھوٹا اور کسی علم و ذہن پر اثر نہیں ہو سکتا اپنے سے بڑا ہودہ اپنے یہاں تفریق داری میں ان باتوں سے خود بچا
کے اور دوسروں کو بچائے کہ جن سے واقعات جنالی اور انگشتہائی ہو سکتی ہو یوں محل اور فضول اعتراضوں سے
لوگوں نے خدا کے کلام کو یاد رکھنے کے دیگر اغراض و احکام کو خالی نہیں چھوڑا یہ ادربا بات ہے۔

مثلاً اڑھارہی اور اس کے اسباب میں سوائے غلوں میں سبائی صفائی اور سادگی کے تصنیع نمائش بنادٹ مکر و دیات پر مبنی کرے آؤ کشی نمائش اور تعلقات اور اسرار سے بچے کیسی سبار کبار اور نورانی ہے وہ مجلس حسین کے جسکا وہ اکثر جوئے میں اپنی کتاب میں یوں ذکر کیا ہے۔

وہ میں نے بتدریج اس میں ایک غریب شیعہ بحرینی کو دیکھا کہ ہوٹل میں تنہا مجلس عزائم کے اور کتاب لے کر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا اور وہ کہتا ہے۔

مرثیوں میں بعض ضعیف روایتیں تھیں راگ کی طرح گا کر نہ اور کئے جائیں عورتوں کی آواز وغیرہ نہ سائی دے۔ غلوں تفروں میں پختہ کر بلا اور وہ منوں کے اندر گھردن میں یا مسجد کے طاقوں میں کسی قسم کی کوئی چیز کاغذ کی چاندی کی کاغذ یا نہ خدا انہیں کی طرف اپنی یا کسی منت و مراد کا خاص اشارہ کرنا یا اوٹکی جانب اوٹکی کر کے زیارت پڑھنے کو علمائے متبع کیا ہے کہ بلا یا دیگر مقدس مقامات کی طرف رخ کر کے زیارت پڑھنا جائز ہے اور بغیر قصد اشارہ علم اور تفرد کے نہ ماننے خدا سے بدعتیں وہ دیگر آئمہ و علمائے اہل بیت قبول و عطا ہو گا

اب ہم اپنا مقصد ختم کرتے ہوئے آج فقیر رسالہ تعزیت حسین (دولف محمد عبد اللطیف خاں مطبوعہ تہ تیغ بہار لکھنؤ دسمبر ۱۹۱۳ء) سے برادران اہل تشیع و اہل تسنن کا اطمینان کرتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء جنات و ملائکہ اور دیگر مخلوقات زمین و آسمان کے سوا اسلام کے اکثر ائمہ خلفاء و علما اور دیگر بزرگان تقویٰ نے تفریق داری کو نہایت اہم اور ذرا لیں منصبی سمجھا ہے تو انھوں نے خاص طور سے اوسکے رسم کے قائم اور جاری کرنے میں حصہ لیا ہے۔

عظیم حسین میں تمام عالم سو گوار و اشکبار ہے

کسی (اگر اہتمام و انتظام جبکہ بادشاہ کو ہوتا ہے تو اسکی خوشنودی میں رعایا لا محالہ آپ کرنے لگتی ہے خدا نے حسین کے ائمہ صبر و شہادت کے منہ قبول کرنے پر جبکہ آسمان سے خون برسا کر سورج کو گھٹن لگا کر دھنیں تارے دکھا کر اور درود کو ٹھکر کر سیاہ آندھی چلا کر زمین کو ہلا کر زلزلہ میں لا کر ہیا و زخمت و عجز اور دیالے فرات کو ہلا کر انبیاء و اولیاء ائمہ جن و ملائکہ اور جانوران صحرا کو در و دیوار کو ہلا کر سیکو سو گوار و اشکبار بنالیا تو بھلا پھر کس کی مجال ہے کہ جو غم حسین نہ منائے اور خدا و رسول اور دیگر انبیاء بزرگان دین کا ساتھ نہ دے و نہ باغی و سرکش و نافرمان کی سزا میں آجائیگا۔

مجاہد کی ابتدا | ادلی مجلس ناظم زیدی کی اجازت طلب کرنے پر ہندوان شام یا اور کسی مکان میں حضرت زینب نے اور ترقی۔ | سات روز قائم کی اور خوب جی کھو کر حسین کا ماتم کیا عورت محلہ بھی شریک ہوئیں اسی

پر مشرکوں میں حضور لا شہائے شہدا پر جی کھو کر ماتم ہوا پھر الحرم نے کر بلا والیں ہونے پر ماتم داری کی اس کے بعد شہر مدینہ اپنے وطن پہنچنے پر بیرون شہر سے زن صفت ماتم لکھی ہے تو پھر گھر گھر سینوں پر سون صدائے ماتم حسین بلند ہوئی حضرت زینب و امام زین العابدین علیہ السلام کو تاحیات بخیر آہ و بکا کچھ کام نہ تھا اور اکثر آپ نے مجالس پر پائیں ذکر شہادت دوسرے سے پڑھوا کر گریہ کرتے تبرک اور ذکر کو رقم دینے کی بنا قائم کی حضرت زید

بن القم اور حضرت انس بن مالک نے سر مبارک امام حسین اور ابن زیاد و دربارہ غریب ملعونہ من و کچھ کو گریہ کیا و مواعظ مقررہ ص ۶۳۔

امیر مختار ثقفی نے (جن کی ولادت ۱۱۷ھ میں ہوئی) اپنے عہد امارت ۱۶۶ھ میں مجلس مام کی بنیاد ڈالی۔ ۱۷۷ھ میں جناب امام رضا علیہ السلام نے اپنی مجلس میں وکیل بن خزامی شاعر سے کچھ اشعار مرثیہ کے پرچوں کی فرائض کے بعد مختار مجلس آپ کے حاضرین کو پورے تقسیم فرمائے تھے اور پڑھنے والی کو دو ہر حصہ عطا فرمایا تھا۔ یہ سلسلہ رفتہ رفتہ ہر زمانہ خلافت میں ہوا خواہ ان رسول آل رسول نے جس طرح ممکن ہو سکا جاری رکھا یہاں تک کہ عہد مظہر میں جب کہ دہلی کی سلطنت اس زمانہ میں آئی تو اکثر بادشاہوں نے اس رسم کو پسندیدہ قرار دیا آخری عہد میں تو خاصی ترقی ہو گئی۔

مولانا شاہ عبدالغفر صاحب مولوی رشید الدین خاں مولوی حاجی قائم صاحب وغیرہ بڑے مشہور علما دہلی حرم کے دنوں میں بجائے تفسیر اور قرآن کریم کے وعظ کے شہادت سیدنا امام حسین نہایت خوبی سے بیان کر کے خود بھی روتے اور مختار مجلس کو رلاتے بادشاہ دہلی کے دربار میں بھی حرم کے ایام میں خاص عام کا جمع ہوتا تھا اور مکرر کربلا کے واقعات بیان کئے جاتے اور وعظ انعام و خلعت پاتے۔

علمائے تہذیب سے شیخ عبدالقیوم نصیر آبادی ضلع رائے بریلی۔ خواجہ محمد صدیقی حنفی۔ امام اشرف ابوالنضر سجانی۔ خواجہ منصور نقاسی ثنائی حنفی خواجہ نجم الدین ابوالمعانی وغیرہ عزاوری خلوص سے کرتے خود روتے اور رلا کر تھے۔ خاص کر شیخ نجم الدین تغریبی بھی رکھتے اور تین دن تک سروپا پہننا اور تارک لذات رہتے تھے۔ خواجہ ابوالمنصور اصفہانی میں اور خواجہ علی غزنوی بغدادی میں مجالس و تقریر داری کرتے شیخ عبدالملق رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخبار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد شیدائے حرم میں دس دن تک نہ کپڑے نہیں پہنتے تھے اور خاک پر سوتے تھے کھانا تقسیم کرتے اور سر پر شربت رکھ کر سادات کے گھر لجاتے مصائب امام مظلوم پر آنسو بہاتے اور آنسو کبیر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مولوی غلام امام صاحب شہید تغریبی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد الیہ اندالقی صاحب حرم کا چاند دیکھ کر فرماتے کہ کوئی مرثیہ لاؤ اچھین سناؤ۔ اور اکثر یہ بھی فرماتے کہ امام حسینؑ بظاہر موجود ہیں مگر ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکیں اور جب کوئی تغریب دیکھتے تو قاتلہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے۔ ان کے صاحبزادے مولانا نذرا الحق صاحب ماہ حرم میں سیل کے شکوں اور گھڑوں سے لپٹ لپٹ کر دیا کرتے تھے شاہ سلطان بخش صاحب مس دن تک نہ آب و دانہ رستے اور مجھے سے باہر نہ نکلتے۔ ان جناب حافظ محمد علی عزت حرم علی صاحب خیر آبادی مقبہ کبیری میں اپنے ہاتھ سے با و ہوا کر تغریب بناتے تھے ایسی وجہ سے آپ کا نام حرم علی مشہور ہو گیا سید عبدالرزاق صاحب بالنو۔ حرم کی دس تاریخ ایک مرتبہ ندی کی طرقت تشریف لے گئے آپے علاقہ کے اکثر

جولہ دہاں تعزیر بناتے آپ تعزیروں کی زیارت کے واسطے آئے اور خواہشیں دیکھا کہ وہ خوشتر ازہ کوئین
جناب حسین دہاں تعزیروں پر موجود ہیں اور فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق تم ہمارے یہاں نہیں آئے پس
اس خواہش کے آئینے معمول کر لیا کہ جس وقت تعزیر یا قضا میں ہمارے ساتھ رہے اور جب تک تعزیر دیکھا
رہنا آپ دست بستہ ہوتے رہتے پھر بحالت صفت ہمارے سے کھڑے رہتے اور بعد وفات مذی سے
برہنہ پاوالپس آئے۔ شاہ عبدالرزاق کے خواب سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام
میں امام مظلوم کے نام میں صرف رہتی اور وہاں سے عزاداروں کے آسودہ پیچھے ہیں معزالدولہ نے بغداد میں
تم عاشورہ کی بنا ڈالی اور ہر شخص کو مصر پر بندہ زور داری کرنے بال ریشاں کرنے کا مشورہ کیا کہ کاشیں نہ کر نیکا
حکم دیا۔

قطب عالم عباسی نے حکم دیا کہ خطیب تخت پاک پر درود بھیجا کریں۔
پھر شہرہ میں بصرہ کے سنی مسلمان نے مصعب ابن زبیر کی تعزیر دیکھی وہاں کی ایک اور شہیون
کی مخالفت میں قائم کی اہلسنت و اجماع کو مصعب ابن زبیر کے قتل کی مائتادی کرتے اور شہید
پر مشورہ مصرہ محرم کو حسین کی عزاداری کرتے۔

پھر آٹھویں صدی میں جبکہ امیر تیمور لنگ کو تسلط ہوا تو ان کو شاہ کرہ سے خاص عقیدت تھی
اس واسطے وہ ہر سال کرہ کے محلے زیارت کو جاتے۔ ایک مرتبہ ان کو خواب میں بشارت ہوئی کہ تمھاری آمد
رفت سے سلطنت کو نقصان ہوتا ہے تم روضہ کی نقل ہند میں بنا لو اور ہماری زیارت کر لیا کرو۔ چنانچہ
میر تیمور اول تعزیر داری کے موجود ہندوستان میں ہوئے اور تعزیر بنایا گیا ان سے قبل صرف علیوں کا رواج
تھا جن کو سب سے پہلے معزالدولہ دہلی شہر نے رسم قائم عاشورہ کی غرض سے بغداد میں جاری کیا۔ اسکی
تقلید ایرانیوں میں برابر چلی آتی ہے۔

دکن حیدرآباد میں قطب شاہ کا خاندان اہل عزادار اور بعض علما داری ہوتی تھی وہ علم ہنر کے ڈھنگ گز
دو گز اور تین گز کسٹول میں دہاں موجود ہیں قطب شاہی کہلاتے ہیں محرم میں ان کی زیارت کراہی جاتی ہے
بالنس کاغذ کے چوبترہ پر تر بتوں کا رواج امیر تیمور نے دیا اور عالمگیر بادشاہ کے عہد تک رہا محمد شاہ و احمد
میں کم پیش رہا۔ دسویں صدی میں جب ہمایوں شاہ تخت دہلی پر جلوہ افروز ہوئے تو ان کو خاص عقیدت
امام مظلوم سے تھی ہمایوں کے وزیر بریاخان نے کرہ لاجا کر بادشاہ کیواسطے زمرہ ترشوا کر نقل حضرت بنو علی
تھی یہ اہل تعزیر ہندوستان میں آیا یہ زمرہ دین تعزیر چھالیس تولہ کا تھا اور اس کی قبر پر امام عظیم کعبہ تھا
علموں پر یا علی اور زمرہ بھر یہ عبارت کندہ تھی۔ "غلام امام میر یا خان" ۹۵۹ھ میں لکھنؤ
سے تعزیر داری کا چرچا عام ہوا۔

بابت تعزیه داری چند اعتراضوں کا جواب

(۱) تغریہ کا اوقیر کی نقل کا بنانا اور تقطیع کرنا جائز ہے | ہفت گت بنات کر رہا ہے کہ جس امر کی نیب میں

ممانعت نہیں ہے اس کا ہونا اس مباح ہے اور جو چیز باعث بکارت نفق ہو یا ذریعہ عبادت اور ذریعہ تنسیخ بزرگ کی یادگاری کا ہو وہ جائز ہوگی
قرآن میں شعائر اللہ بھی بزرگ یادگاروں کی تنظیم کرنا قلوب کے تصفیہ و تقویٰ کا باعث ہو پس تعزیر میں کیا قباحت ہے۔

(۲) امام حسینؑ کے مصائب پر رونے سے
انبیاء کی اولاد نہیں واقف کر بلا کے
بیان سے ان کی توبہ نہیں ملتی

مذکور ہیں۔ کیا یہ سچا ہیں۔ سے اکثر مناسب باتیں رسول کی شانیں اہلسنت کی صلاح سے اور دیگر گناہ سے دور تھے۔ یہ تو تاریخ میں درج کرتے وقت رسول کی توہین کا رسول پر غیر مسلم کا اعتراض کرنے کا گناہ رسول عیسائی مکر و کتابوں کے کھنڈے کے مودے دینے کا خیال نہ ہو اگر کہہ کے واقعہ سے وہاں کی صورتوں کی یا انبیاء کی توہین کا خیال کس قدر جلد و ملیں پیدا کر لیا گیا وہ خدا و رسول نے کچھ انتظام نہ کیا اپنی توہین منظور کر لی امام مظلوم پر رونے والوں کا تذکرہ اور رونے والا لایکا فلسفہ ہر ایک نے بہت کچھ خود اپنے ایک مستقل کتاب اشک شبنم جدا لکھی ہے۔ انبیاء کا ملائکہ کا ہر دنا جن دبیر شجر و حجر کا ہر دنا زمین و آسمان کا ہر دنا جو کہ سرخی شفق سے عیاں ہے۔ بعد ولادت حسینؑ جبریلؑ کی خبر شہادت اور خاک سرخ دکھانے پر رسول کا معہ دفتر غافل نہ ہوا چلا کر دنا سنی و شیعہ کی تمام کتابوں میں موجود ہر جو انکی پیروی کر گیا وہ خود محبوب خدا رسول ہو گا اور جو کہ روئے پر تفسیر بنانے پر اعتراض کیا ہے اس کی تاریخ و تاریخ میں ذکر کیا وہ نامحبوب خدا ہو گا۔

د، غمِ حشیں میں سینہ زنی جاک گریبان کرنا غبار۔ علامہ ابن حجر نے خواص و عرق میں وصف و رنگ عالم کے ذکر کیا ہے۔
آلود ہونا یا چاہنے سے لائے اپنے سے بھی جان کر کیا ہے۔ حسین میں قائل ہوئے ہیں علامہ ابن جوزی کے رد و ایسے

کہ بد میں جبکہ ابن عباس اسیر تھے تو ان کے رونے سے جناب رسول خدا کی وجہ گریہ و منظر الی نیند جاتی رہی۔ اور کتبہ
استیعاب میں عتبہ بن عامر نے منقول ہے کہ فقط اپنی بیٹی حضرت حفصہ کی خبر طلاق سکر (جو رسول نے دیدیا تھا حضرت
عزریضی اللہ نے خاک سر پر ڈالی۔ نیز وفات رسول پر سخت مگر یہ کیا اور جنوں وغیرہ ایسی طاری ہوئی کہ گلی
کو چوبیس تلوار گھاتے یہ کھتے ہوئے پھرتے تھے کہ جو یہ کے گا کہ رسول نے انتقال کیا ادسکی گردن اڑا دوں گا میں
غم حستین میں جو کوئی چاک گریاں مٹھا کر اڑائے کیا بچا ہو گا۔ اور رسول کے بہشت میں جائے کا علم سکوت تھا نبی نے
نبی ہاشم نے صحابہ و ازواج نے کیوں حال غم کیا۔

جو یہ کہے کہ اہم حسین کی شہادت مقبول ہو گئی بہشت میں پہنچے ہوئے
 رہو پائے بجائے روئے خوشی کرنا چاہیے تو خدا و رسول کو ناخوش کرنا
 ادل خود رسول اور ذخیر رسول سے پرچھے
 کہ اپنے بعد ولادت حسینؑ بابر یہ جبرئیل

شہادت ملنے ہی کیوں منت گریہ کیا کیوں جناب فاطمہؑ کو فحش آگیا جبکہ انکو حسینؑ کی شہادت مقبول ٹھونے ہیثیت
 میں جانیگا یقین کامل تھا بعد افاقہ بیٹی نے رسولؐ کو بچھا کر شہادت کے وقت نہ میں ہو مگر علیؑ ہو گئے آپؐ کو حسنؑ کو بھر
 پھر بارہ جگر کی کونست۔ تم بچا لے گا فرمایا کرتی نسل سے یا کہ دیگر نسل سے خدا ایک ہمد و قوم پیدا کرے گا جس کے
 عورتیں اور مرد اور بچے سب ہماری عورتوں اور مردوں اور بچوں کی صفت ماقم قائم رکھیں گے۔ تا قیامت غم نہ لائیں گے
 یا حضرت یعقوبؑ سے پوچھے آگیا جانتے نہیں کہ یوسفؑ زندہ ہے یا شاہ مصر ہو گا پھر مل جائے گا کیوں تم آگے
 آہے کہ فراق یوسفؑ پر آنکھوں کو کھو رہا ہے سب خوشاں کیوں نہیں مناتے آدم فراق جنت فراق باپ و بیٹا
 کیوں پانستو سال۔ وہ خوشی نہ منائی وفات رسولؐ شہادت علیؑ پر شہادت حسنؑ پر چین کا تمام فرشتوں کا
 دنا سیاہ آندھی کا آنا سورج کو گھٹن لگنا خون کا برسنالزلہ کا آنا تاروں کا ٹوٹنا حسینؑ کے ماتم میں کل خوشی کی باتیں
 ہوئیں آخر میں یہاں سب برادران اہلسنت کا دل سے منکر ہوا کرتے ہیں کہ جو اپنے طبعی طریقہ کو سیطرح پر
 سیدنا حضرت امام حسینؑ کی تعزیر داری کو بہت کچھ صرف کر کے بڑی دھوم اور جھوم کیساتھ کرتے ہیں بزرگان اہل بیت
 بزرگ خاندان کہ یہی تعزیر سیدنا ثابت کرتے ہیں یہ بڑھدا ان کے صحیح عقائد میں ترقی دے۔

لہذا مختلف اعتقاد کے تعزیر داروں کی طرف سے اپنے ان سلمان بھائیوں کے سامنے جو کہ اپنی ذاتی
 بغض و عناد سے مسلمانوں کی تعزیر داری کو منع کرتے بدعت بتاتے ذکر شہادت کو حرام بتاتے ہیں یا اپنے
 بہتے ہیں کہ جو درجہ اول و دختر رسولؐ دو چار رسولؐ کی طرح انبیاء اولیا اور ملائکہ کی طرف ماتم حسینؑ
 میں سو ڈرا شکار پریشان سال پریشان بال غبار اور ہار کرتے حیات والے گھر کی طرح بغیر دفن تعزیر نہیں
 واقعہ شہادت بوقت عصر کھانے پینے کو حرام کرتے چلم یک منسی خوشی زینت و آرائش کو ترک کر ڈالتے ہیں ہم
 بھی اکثر باتیں ذاتی بدعت و غلطی کی اپنی طرف سے اک حجت نہیں بلکہ علمائے اہلسنت کی معتبر
 اجابت و تواریح و تفاسیر سے نقل کر کے تعزیر داری کو بدعت کہنے کا معقول و منقول جواب دینے میں قیجا
 اور غلطی معاملہ نہ ہو گا۔ ایک ایسی یا کہ ناقل کو برا کہنے کے بجائے ان صحیح کتب و کتب کے بنانے والوں کو چھوڑ
 سو کہیں کہ جن کے لکھے یا اسلام کے دشمن اور صحابہ کے مخالفوں کو گرفت کا موقع ملا یا کہ علیؑ والہ رسولؐ
 کے حقوق اور فضائل و مناقب کی تائید ہوتی رہی ہے کیونکہ عقیدہ کسی کامٹ نہیں سکتا لیکن کیا جو کچھ کچھ بھی تعزیر کا کھن
 ہے پھر نہ نہیں سکتا کہاں کہاں سے کتابوں کو چھپ کر باتیں بنائی گئی ہیں کہ ہم کجاتی ہے تو یہ اپنی جلدیں تیرا

نوٹ :- تمام علمائے اسلام میں صرف حضرت امام خمینیؑ کی نفوت کے تشدد میں یہی ہو سکتا ہے ان کے
 پر عقیدہ جہاد ہی ہوں ایسے زبردست گدھے ہیں کہ جنہوں نے ذکر شہادت حسینؑ کو بلا فحش و عین طریقیہ نام کر دیا جو کچھ حرام
 کتبہ تعزیر داری کے نہ کہنے والے ہیں انھیں نقصان جان و مال دینے والے اکثر بڑے بڑے اور بڑے علماء و متوسط و اقل
 انکھاس لکھنے سے نہیں کے بلکہ بڑی نگاہ کر دیکھ کر تعزیر داری میں ترقی کرتے رہے۔

پڑانے کتب خانوں میں اکثر جگہ موجود ہیں۔ جس کا جی چاہے انہیں یا ان کے اردو ترجموں سے نقل کر لے۔
 اگر بعض تغزیہ داری بعض کے ناقص عقائد بدعت اور جبکہ بدعت اسے کہتے ہیں جو کہ
 حرام کر دیا گئے تو مسلمانوں میں ہزاروں باتیں جو ان کی کتابوں سے بعد رسول خلافت خدا و رسول
 و ائمہ بدعت ثابت ہیں وہ کیوں بدعت کہی جائیں گی؟ روکی نہیں جاتی۔ باتیں دین میں ایجاد کی جائیں
 تو قرآن کا خلاف شان نزول مع ہونا پھر قرآن کا بعد وفات رسول کتابی صورت میں ہونا۔ بحکم خدا ایک طریقہ رسول
 و آل رسول کے سوا باقی کل مصلوٰت اور عبادت اعتقاد کے متضاد طریقوں کا کم و بیش صدی کے بعد ایجاد ہونا
 بدعت ہو گا۔ فقط حضرت عمرؓ کے طبعی حکم سے رمضان میں نماز تراویح کا پڑھنا رسول کی اذان میں ہی علیؓ کی
 کو ترک کر کے صبح کی اذان میں اٹھ کر آٹھ خیر من النوم کا فقط اپنے غلام کے اس قول سے بڑے نماز صبح جگاتے وقت
 خوش ہو کر اٹھنا نہ کرنا نماز نہ پڑھنے والوں کو چھڑے کے کوڑے (دوڑے) لگانا۔ مستحق الحج اور عمرتوں کے مستحق کو باوجود
 رسول اور زمانہ حضرت محمدؐ میں برابر جاری رہنے کے حرام کہہ کر خود اپنے قول سے تصدیق کرنا کہ متعدد زمانہ رسول
 میں نمایاں حرام کرتا ہوں میدان جنگ میں صحابہ کا رسول کو چھڑ کر عباسؓ کا حضرت ابن عباسؓ کے بار اڑ بلند پکارنے پر
 دھکی آواز تین میل جاتی تھی کچھ سماعت نہ کرنا بھاگے چلے جانا پھر خازنہ رسول کو چھڑ کر دین دنا مذیت رسول کو
 غیر ضروری سمجھنا ان کے بجائے مقام سقیفہ میں سب صحابہ ہاجرین و انصار کا خاص وفات رسول کے دن جمع
 ہونے خلافت کا مشورہ۔ اجماعی برحق و انکار بحکم خدا و رسول برحق سمجھا جائے گا۔ تو علیؓ و فاطمہؓ اور ابن عباسؓ
 و ابوذر وغیرہ کا رسول کے چہرے سے تین روز تک بغیر دفن کے نہ ہٹنا کیا باطل کہا جائے گا پھر خلافت حکم خدا
 و رسول گھر سے نکال کر بعض الدولہ رسولؐ اور ہزاروں مردوں کا حضرت علیؓ سے جنگ کرنا قرآن کی تیز و تیر بند کرنا
 امام مسیحی کے جنازہ پر تیرہ سو سالہ دختر رسول کو اغوا دینا امام حسینؓ کے قتل میں علاوہ نیکو بلاخوت خدا و رسولؐ ہزاروں
 عمر سعد حبیبی عالم فقیہ۔ قرآن حافظ صحابی اور زمانہ رسول کو دیکھنے احادیث کو سمجھنے والے حسینؓ کو ذرا رسول
 جاننے والوں کا شریک قتل و لینیہ اہوتا۔ شہدائے بدر کی قبروں کو نمر کا لٹنے کی خاطر کھدوا کر حکم حضرت عثمانؓ سے
 دوسری جگہ لے جا کر دفن کرنا۔ غیر مسلم کے طریقوں کی زبان کی وضع قطع تمذیب و رواجم کی پابندی کرنا پارہ
 کا اٹھانا۔ توانی کرنا صوفیانہ طرز کی نئی ریاضت کا ایجاد ہونا قبور مشائخ کا سجدہ ان پر۔ دنا عرس کو کرنا۔
 سیلوں میں جانا مسند عیضوں کا استعمال کرنا اپنے بھائیوں کو اپنے فائدہ دانی مذہب چھوڑ کر غیہ رکھ کر
 کو پسند کرنا وغیرہ ہزار باتیں بدعت کی کتب سے عمل سے ثابت ہیں نہ کوئی بدعت کتابت کوئی روکتا ہے۔
 (ایزیذی لشکر علیؓ امام حسینؓ) اس کے جواب میں کوئی تاریخی اعتقادی ثبوت اعتقاد کی ضرورت
 قائل حضرت علیؓ باقی ائمہ معصومین نہیں ہے۔ رفاقت سے عمل سے ایمان و اعتقاد کا پتہ چل جاتا ہے
 کے قائل دشمن سنی تھے کہ شیعہ اور ہر اک کا حق و باطل کھل جاتا ہے۔ یہ تو بات کلی ہے کہ

حضرت آدم سے لیکر جناب رسول خدا تک جس قدر نبی اپنی امت کے ہاتھوں ستائے یا قتل و شہید کئے گئے ان کو قاتل مسلمان تھے کفار تھے اور کڑائیاں جس قدر رسول نے لڑیں تو کفار و مشرکین سے ہوئیں اور مسلمانوں کے قاتل سب کفار تھے۔ اب رہے اوصیا یعنی آل رسول پھر بارہویں امام کے گیارہ اماموں کے قاتل دنیا میں سب جانتے ہیں کہ وہ ہندو یا کہ عیسائی مشرک کافر نہ تھے بلکہ سب مسلمان تھے اور حضرت علی کا قاتل ابن ملجم امام حسن کو زہر دلانے والا امام حسین کا قاتل عمرسان بن انس۔ عمر بن سعد وغیرہ ہزاروں لشکر زید میں زید میں شریک ہونے والے صحابی بھی تھے قرآن حافظ بھی اور یکم زید لباس مکان مکان دیار دار کی آیت کریموں کے بابت ہم بتائے کہ وہ سب خدا و رسول اور قیامت کعبہ قرآن کے قاتل تھے مگر نہ تھے تو بظاہر مسلمان مگر کئے جائیں گے۔ اب اس کے ساتھ یہ ضرور پوچھتے ہیں کہ وہ سب آیا خلیفہ اول دوم سوم و چہارم کی ترتیب پر خلافت کے قاتل تھے تو وہ سب اسنت ثابت ہوئے اس عقائد کے سوا کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ ان میں کوئی بھی علی کو خلیفہ اول ماننا تھا ہرگز نہیں اگرچہ وہ فقط زید کو ابن ملجم کو شہر۔ جلد فاسق فاجر شرابخوار کفر شیطانی کی طرح لعنت کا شہوار کر دیتے ہیں حالانکہ ان کو اور شیطان کو یا کہ اپنے دشمن کفار مشرکین منافقین میں کسی کو زہر رسول سے برا نہ کہنا چاہیے وہ خدا و رسول ایوں بر لعنت بھیجا کریں۔ اب اگر ان میں سے کوئی بھی علی کو خلیفہ اول امام حسن کو خلیفہ دوم امام حسین کو خلیفہ سوم رسول کا سچے دل سے ماننا ہو تو پھر ہرگز قہر دل میں نہ کرنا شریک ہونا تو کفار ہیں علی و امام حسن کے قاتل اور شریک قتل شریک حسن زید شریک سرت نفع جن میں صحابی قرآن حافظ تھے۔ سچے جہن میں کوئی بھی حضرت علی کو خلیفہ اول امام حسین کو خلیفہ سوم رسول کا ماننا تھا و نثر نہ وہ دشمنی شہد جو کہ شریک نہ ہوتا۔

اچھا زید امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسی کاظم و غیرہ علی اماموں کو قید کرنے والے نہیں تھے والے وہ سب باروں رشید اماموں شہید منصور دوانقی ہشام بن ولید متھم عباسی خلیفہ مستبد خلیفہ معتد عباسی شہ کل جیسے خلفائے اسلام تھے جن کے نام کا خطبہ مسجد و میں پڑھا جاتا تھا ان کی بابت بتائے کہ حضرت ابو بکر عمر و عثمان کو خلیفہ اول دوم سوم رسول کا مانتے تھے تو وہ کچھ اسنت و کجاعت تھے ان کو شیعہ کوئی کہتا ہے۔ اب اس سے بلا دلیل ہر منصف طے کر سکتا ہے کہ جب کہ ان ائمہ معصومین کے قاتل خلفائے اسلام اہلسنت ہوں تو علی فارغ حسن حسین کے قاتل قتل کرنا لکھا سنی مسلمان۔ سچے۔ اور یوں زبان جلیں زید ابن ملجم کو یا کہ عیسم شیطان کو شیعہ بتایا کھینچے تو کیا ہوتا ہے ایک کی حقیقت سے اس سے کاپتہ چل جاتا ہے اگر عمر ابن سعد عثمان ابن انس زید امام حسین کو رسول کا برحق خلیفہ و سید نجات مانتے تو پھر خلیفہ کیسی وہ کی طرح تو بہ کر کے شیعہ ان حسن حسین اور ہرگز قاتل نہ کہے جاتے ناصر حسین ہو جاتے۔

(محرم میں ہر سال وہی یزیدی جشن خوشی اور حسینی رنج و غم کا منظر ہر جگہ دیکھ لو اور۔ محرم سال بھری کے واقعہ کربلا کی یاد کو ہر سال تازہ کر لو۔)

(محرم سال بھری کے مسلمانوں کے بعد کے آئینوں کے مسلمانوں کی مطابقت کا پتہ نہیں کہ اس کا سلسلہ کہاں کہاں تک رہے گا۔ خواہ انہیں معافی قرآن کیوں نہوں ان سب کو کافر باطل گراہ کہنے لعنت ملاحت کرنے میں سب تیار ہیں یوں کوئی مذہبی مجددی سے یزید کو یا کہ قتل حسین میں فتح یزیدی خوشی میں شریک ہونے والوں کو برا نہ کہے طرفداری کر جائے وہ بات اور ہے

جس بڑے گروہ کیساتھ شیطان تھا کفر تھا نفاق تھا تکبر ظلم جو رہتا ہنسی خوشی عید کی طرح زینت و آرائش عید کی طرح میلہ کا ہنگامہ تھا کھانے پینے عیش و عشرت لہو و لعب کے کل سامان تھے اگر اس وقت سچو دل سحر خیز رسول کو رسول قرآن کو "حسین" کو برحق پہچاننے والے کچھ صحابی کچھ قرآن حافظ جان کو عزیز کر کے دنیا کے عیش کو فتنہ کو باطل سمجھ کر جیسے جاننا زکیطرح لشکر یزید سے دربار یزید سے نکل کر قتل یزید تیار ہو جاتے تو ہم بیشک ان سب کو کلمہ گو قرآن حافظا بچے صحابی رسول اور خیر خواہ علی و قبول کہتے اور ان کے نتیجوں سے ان کے اول و آخر کے مسلمانوں کے لئے کوئی برحق نتیجہ نکالتے لیکن ابوصافات کہنے پر زبان نہیں کھلتی۔ کس کس کو کہیں۔ اور کیا کیا کہیں۔ دوسری ایک چھوٹی سی گنتی جنہی مسلمانوں کی جماعت حسین کی تھی کہ جن کی تعداد کربلا میں شہید ہوئی کل تیرہ تائی جاتی ہیں جن میں چند دین دین بارہ اور تیرہ برس کے نابالغ لڑکے اور ایک قرآن کی سب سے چھوٹی صورت کل چھ ہینہ کی شدت کے شمار میں عجم قرآن ناطق کے سینہ پر حامل تھی۔ کچھ عورتیں اور کچھ بچے جن کے پاس حق وفاقہ بھوک پیاس تھی آرزوں کی تباہی تباہوں کی بربادی رنج و غم آہ و زاری۔ نالہ و سیراری ماتم و سینہ زنی چاک گریہ بانی ہاں پریشانی بیکسی لاچاری اس پر عبادت ریاضت مجاہدہ شنائے باری شامل حال تھی۔ جبکہ مسلمانوں کے کثیر اور قلیل جماعت کا حق و باطل عیاں ہو گیا اور ہر ایک کے ساتھ کے اسباب رنج و غم مصیبت و ماتم گریہ و زاری اور اسباب شادی و مسرت رامت و فرحت عید میلہ کی طرح زینت و آرائش و خوشی سجاوٹ ہجوم و کثرت درباری جشن مخصوص ہو گئے تو اب ان کے لہد قیامت کے مسبقہ مسلمان جس جماعت کے اسباب رنج و غم گریہ و ماتم کو یا کہ اسباب شادی و مسرت و زینت و فرحت قرار کر کے عید اور میلہ جیسی بعینہ کیفیت کو محرم و غم و ماتم کے زمانہ میں دکھائیں گے تو وہ سالہ کی قلیل و کثیر جماعت کی اطاعت اور مشابہت سے آپ اپنی حق و باطل کا نتیجہ حاصل کر سکتے اور ان کے سوا ہرانا

ایمانت در آن شخص ہر دو جماعت کی بابت حق و باطل کا حکم علائقہ لگا سکتا ہے خواہ کسی نے فرما کر کوئی مرد یا عورت ہوا وہ محرم و منکر کے ایام غم میں تفریہ داری کی آڑ میں جسم و لبس کی زینت کو سنہنی خوشی کے صورت گہوارے کے اسباب پید بازی کو یا تمام داری کے پردہ میں غیر ضروری فائزانی سا آرائش کو طبعاً کر شان جلدوس دلچسپے حکایت سے ریاکاری ثابت ہوگی وہ ثواب سے محروم ہو کر مجرم و گنہگار ہوگا۔
اور بر عورت مرد اپنی ظاہری زینت اور باطنی نیکی بدینیت حق و باطل کے حکم سے عذاب و نجات کے فیض کے مستحق ہونگے اور شیعہ دینی عورتوں مردوں کے جو بدعتیں اور حدود اسباب غم و ماتم سے جدا کر تیں باجے بڑے بازی کے تماشے رنگین کپڑوں میں زینت و سجادت کے طریقہ دین میں رات میں بغیر زیارت کھر سے نکلنے کی عادتیں جو کچھ بھی کسی کو مکروہ اور بد باتیں کسی کی ثابت ہوں ان سب کی محرک ان کی ذرا طبعی عادتیں ہیں کوئی بڑا گناہ یا کہ اچھا نفس مذہب نفس ایام محرم نفس اسباب گریہ و ماتم کا طریقہ عمل بجا باتوں کا حامی نہیں ہے۔ رسول و آل کے سر و علم سب غیر ضروری ایجاوات و زوائد و اضافات کو کچھ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہالہ یہ کہ ہم بتا دی کوئی ایک ڈنکے کی آواز کہ جس کی چوٹ کی صدائے ماتم اور غم حیرت کی جالی خبر پہنچا دے ان کے دلوں کو برباد سے تو وہ اسباب غم میں شامل ہو کر جائز قرار دیا جائے تو قابل اعتراض نہ ہوگی لیکن اس سے زائد تو نہیں نہ لگتا ہی ہے۔

بسطح سے کہ مسجد کے تمام محرابوں طاقوں درود یوار گنبد و مینا میں صرف پیش امام کے سامنے والے طاق کو خاص کر کے اڑھیں چراغ جلانا لگائے پیسے رحم بنا سے وغیرہ ہانا سہرا باندھنا بتیاں لو بان سلگا کر اسی کے آگے دعائیں مانگنا اسی کو آنکھوں سے لگانا بجا ہے (قابل تعلیم اور جاسے طلب مراد مناسبت کی ہر جگہ ہے) خدا اس طاق سے نہیں جھانکنا درختے وہاں سے ہو کر گئے ہیں اس طرح سے علم و تفریہ کی طرف رخ کر کے زیارت پڑھنا بھی کچھ بہتر طریقہ نہیں ہاں جاسے عبادت مسجد میں اور جاسے ذکر فضائل و مصائب انبیاء ائمہ میں خواہ وہ مقام حسینہ عزا خانہ امام باقر لکھا جائے یا جہاں مجالس انبیاء ائمہ ہو رہی ہوں یا علم و تفریہ جہاں پر موجود ہو وہاں بغیر ان کی طرف رخ کر کے بغیر ان سے خطاب یا اشارہ کئے فقط خدا سے بوسلٹہ انبیاء ائمہ معصومین دعا میں مانگنا چاہیے تو غیر حجاب کی نسبت ایسے مقامات زیادہ بہتر اور باعث قبولیت دعا ہیں۔ تمام شد

امیدوار دعا ابوالمظہر ابن مولوی حاجی سید فیضی مرحوم مفتی

۱۵ سارچ سنہ ۱۳۳۵ھ

حقیقت و ذکر

فلسفہ مجلس

ذکر اور مجلس کا دنیا میں جس کسی کو محبوب بنایا جائے تو عقلاً عللاً یہ بات لازمی ہے کہ وہ
کی حقیقت اول میں بٹھایا جائے انگڑوں پر رکھا جائے تمام اس کا سرور و نشاط و سرور
لیا جائے۔ برسر زبان چڑھایا جائے ہر ممبر بٹھایا جائے۔

اگر ایسا نہ کیا جائیگا تو محبوب کا نام زبان سے اور اس کا عکس آئینہ قلب سے نمودار ہوگا تو محبوب
پر محبوب ہی کہاں رہے گا کہ وہ تاپند یہ ہو کوئی نئے اجنبی متوحش ناقابل ذکر شے کہا جائے گا
لہذا محبوب کو محبوب کہانے والا اگر ہے تو ذکر ہے جو کہ نام کے زبان پر ورد کرنے اور اس کی
تصویر کو دل میں بٹھانے سے حاصل ہوتا ہے خواہ ذکر اس کا خود تھا یا شکر کیا جائے یا چند لوگوں
کے جلسہ میں یا کہ بار بار مجلس میں کہا اور سنایا جائے جس سے ہر فرد بشر کو اتنی موٹی بات
مجھ لپٹا چاہیے کہ محرم یا صفر کا مہینہ ہر اس حسین کا نام زبان پر جاری کرتے اور اس کے واقعات کو دور دور
پر بیان کرتے اور نظم نثر میں گو عیاں کرنے کا زمانہ احکام اسلام اور معرفت خدا اور رسول
حاصل ہونے کا بڑا ذریعہ اور بہانہ ہے ان دنوں میں جہاں جہاں مجالس ہوتی ہیں ان میں
جس حسین کا ذکر ہو اور نثری یا خضائل جیسے لوگوں کا بیڑ بیان کیا جاتا ہے اور کیا ہوتا ہے آیا
ہے کوئی مسلمان جو اس سے انکار کرے اور اپنے اعتقاد میں حسین کا ذکر خیر کرے یا پیروں سے نہیں
بیشور کہے کا رتا ہے محرم کے سلسلہ میں مختصراً اور مجالس کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو اک حسین کی خاطر
خدا نے انبیاء سے بلا لگے اور کل مخلوقات سے ابتدا خلقت دنیا سے اقامت بلکہ سید ان شہر
میں قائم کرے اور تمام حسین کو خالق نے اور اس کے حکم سے کل مخلوقات نے زبان پر جاری کیا۔
دنیا کی پیدائش سے قبل ہر روز ازل بعد اقرار عبودیت بذریعہ محض نامہ واقعہ کہ پیش
عالم از ولایت میں پہلی مجلس حسینؑ اور نہ پر از وادع انبیاء و ملائکہ کو منع کیا۔

اول پڑھ لکھ اور کم و کثر حضرت کی میر کا تہ وقت مجلس حسینؑ پر پامانی حسینؑ
جبریل امینؑ ذکر حسینؑ اور آدم و حوا اور حر و ملائکہ جیسے سامعین تھے اور مشیت ایزدی
نفاذ حال تھی جبکہ حضرت آدمؑ نے تخت یا قوت پر اک پاکیزہ بی بی کو معتام اور
گوشت و ارہ اور قلاوہ کے دیکھا کہ جبکی توبہ تاج سے محفل قلاوہ سے علیؑ اور ذوق شہوانہ سے
حسن حسینؑ و کونیاں گئی اور قہر و کولہ خط کیا جبکہ باغی درختے جبکہ پلے در پر قلم نوران الہی

وہذا محمد دوسرے در پر انا العلیٰ والا علیٰ و ہذا علی تیسرے در پر انا فاطمہ السموات و ہذا
فاطمہ چوتھے در پر انا المحسن و ہذا الحسن اور پانچویں در پر منی الاحسان و ہذا الحسنین
لکھا تھا جن اسمائے یاد رکھنے کی جناب آدم کو تاکید ہوئی صاحب دُرّ ثنیں عالم شافعی نے آیہ فتلقی آدم
من ربہ کلمات کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب میل نے بکر رب حلیل جناب آدم کو یہ دعا عظیم فرمائی یا احمدید
بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطمہ بحق فاطمہ یا حسن بحق الحسن و یا صاحب الاحسان
بحق الحسنین۔ فلما ذکر الحسنین سالتہ وہو عہد۔ تاہم حسین لیتے ہی جناب آدم کی آنکھوں نے آنسو
جاری ہو گئے۔ اور واقعات کو بجا شکر منوم موزون ہوئے۔

(۲) دوسری مجلس جناب نوحؑ اپنے اس وقت قائم کی جبکہ ذکر وہ دعائے آدم کو بتعلیم چریل حضرت
نے اپنی کشتی میں پانچ کیلیں لگائے وقت ادا کیا تھا اور پانچویں کیل کاڑتے وقت خون جاری ہو ا تھا
اور پانچویں کلمہ میں نام حسین زبان پر بہت جاری ہو گیا اور یہ واقعہ آنسو جاری ہو گئے۔ (از معارج النبوا)
(۳) تیسری مجلس حضرت ابراہیمؑ کی ذات والا صفات سے جناب اسمعیل کی قربانی مقبول ہونے اور یکم
قدا قدیہ (دجہ) نازل ہونے پر اس طرح قائم ہوئی :-

” ارشاد باری ہوتا ہے اسے خلیل اتم ہماری مخلوقات میں کہ کون زیادہ چاہتے ہو۔ کہا کہ تیرے حبیب
محمدؐ کو ارشاد ہوا کہ تم اپنے بیٹے اسمعیل کو زیادہ چاہتے ہو کہ محمدؐ کے بیٹے حسینؑ کو۔ پھر
ارشاد ہوا کہ اچھا تم کو اپنے بیٹے اسمعیل کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر کے زیادہ صلہ کیا جاوے گا
یا کہ حسینؑ کو اور اس کے دین کے ہاتھوں ذبح دیکھ کر زیادہ غمناک بنا لیا گیا، آپ نے عرض کیا کہ حسینؑ کو اس کے
ہاتھوں پر ایسا ذبح دیکھ کر مجھے نہ وہ ہلاک کرے گا جس پر ارشاد باری ہوا کہ اسے ابراہیمؑ ایسے خالق کرے
یہ منظور اور پسند ہے کہ حسینؑ تین روز کا بھوکا پیاسا ذبح ہو۔ یعنی تمہاری اس ولی جو روی کو تمہارے
بیٹے اسمعیل کے بدلے قبول کیا۔ اور وہ دنیا و بجز عظیم سے اس واقعہ کی جانب ارشاد فرمایا ہے
حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ کی ذکر کیا وغیرہ جیسے انبیاء اپنے زمانہ میں مجلس حسینؑ قائم کر کے حسینؑ پر دریا
ہوتے ہیں۔

ذکر مجلس کا جو بعد ولادت حسینؑ قبل شہادت بزمانہ رسول واقع ہوئی

پہلی مجلس افاک خود جناب رسول خدا اور سامعین فاطمہ بنت محمدؐ اسناد وجہ رسول صفیہ زہرا علیہما السلام
جناب حمزہؓ کی ہمشیرہ اور رسول خدا کی پھر فرمائی کہ میں بوقت ولادت دایہ حسینؑ تھی۔ رسولؐ نے مجھ کو آواز
دی کہ اسے پھر بھی میرے بیٹے کے میرے پاس لاؤ میں عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں انکو پاک نہیں کیا ہوں

آپ نے فرمایا تم کیا پاک کرو گی خدا نے اسکو ظاہری باطنی کثافتوں سے پاک پیدا کیا ہے حضرت نے
 انوکھوں میں لیکر اپنی زبان مبارک منہ میں دی جس سے چشمہ نیر جاری ہوا۔ جسے حسین نے خوب سیر کر لیا۔
 آنحضرت نے انکی پیشانی کو یوسہ دیا اور گریہ فرما کر یہ لکھ رکھو واپس دیا کہ لکن اللہ قوماً قاتلواک
 یہ آیت اے میرے بیٹے خدا تیرے قاتلوں پر لعنت کرے دوسری حدیث میں اسما بنت عمیس سے
 روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کی ہے۔

دیگر حدیث مجلس انجانہ عباس عم رسول خدا۔ بجانہ حضرت ام سلمہ زوجہ رسول خدا بجانہ جناب عائشہ
 واقع ہوئیں۔ جسکے ذاکرن خود فرشتے اور ذکر رہا لاسامین تھے۔

صواعق محرقہ میں ام الفضل ثبت حارث زوجہ عباس سے روایت ہے۔ ابن راہویہ اور بیہقی
 حافظ ابو نعیم نے ام سلمہ سے اور امام بخاری نے انس بن مالک سے بجا بارت مختلف روایت کیا
 ہے۔ کہ جبریل امین نے خاک کر بلا کے ذریعہ خبر شہادت دیکر رسول کو مدد ازواج محروم و غم
 کیا اور آپ حبیبی حسین کو دیکھتے مختلف طریقوں سے لوگوں کو خبر شہادت سے محروم کرتے خواہ
 عید میں سرخ پوشا کر یا اور کسی سوئے پر۔ سن ۶۱ھ میں کلا جوم کرب کو ٹھکیں کرتے
 بوقت ولادت ذاکرن مجلس سزار با ملائکہ ایدائش کے وقت جب قدر بھی
 اور سامعین نبی ہاشم ازواج رسول اور خود علی و فاطمہ زینہ مبارکباری لیکر آئے

ساتھ ہی بیکر اخبار شہادت حسین کی سنائی

ذاکر مجلس جناب امیر علیہ السلام ابن ابی الحدید دیگر محدثین نے برابر ابن عازب صحابی
 سے خبر شہادت روایت کی ہے انہوں نے فرمایا اے براء تو زندہ ہو گا اور میرا فرزند حسین
 قتل کیا جائیگا مگر تو اسکی مدد نہ کر سکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ابن حجر کی نے صواعق محرقہ میں شاہ عبدالعزیز سے تراشاد متن میں علامہ ابن اثیر نے
 کتاب کمال میں اور صاحب تارسیخ انھیں اور دیگر محدثین نے اپنی تالیفات میں غزوہ بن
 حارث ازوسی سے۔ آیت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اثنائے سفر صفین میں قریب
 نہر فرات پہنچ کر کل نشانات واقعات کا پتہ دیکر ہم سب کو ملایا۔ صاحب رد النظم جمال الدین
 یوسف بن حاتم شامی نے بھی اسی طرح کی روایت عبد اللہ بن عباس سے اپنی کتاب میں نقل
 کی ہے۔ انکے سوا۔ سلمان فارسی۔ ابو ذر۔ کعب الاحبار۔ یثیم تارہ حبیب بن مظاہرہ عبداللہ
 بن عباس۔ عبداللہ بن عمر بن خطاب ازواج رسول نے مختلف عبارتوں سے خبر
 شہادت حسین دیکر اپنے اصحاب کو ملایا۔ پھر اپنے انتقال کے وقت حسین کو زہر غنا

سے شہید کرنے حسین کو تیغ خنجر سے قتل کرنے کی خبر دی۔ اسطرح امام حسین نے اپنی شہادت کے وقت اپنے بھائی حسین کی خبر شہادت دے کر ب کو غمناک کیا۔

خود امام حسین نے قبر رسول سے لپٹ کر ٹکڑہ اُمت کر کے ہر عالم خواب میں رسول کو یہ کلمات درودناک ادا کرتے سنا فرماتے ہیں یا حسین کافی اراکۃ بن قریب مرقلاً بدراً جائلاً مذحجاً بادین کو بلا من عصائبہ من اُمتی و ہم مع ذلک ترجون شفاعتی اے حسین گویا میں تجھ کو زمین کر بلا پر غلطان خون آلود مذبح دیکھ رہا ہوں۔ اپنی اُمت کے گروہ سے یہ واقعہ ہوگا۔ پھر بھی وہ میری شفاعت کی امیدوار ہونگے ابی اسحاق اسفرائینی نے کتاب نور العین میں قتل امین میں لکھا ہے کہ جب حسین مدینہ کو چھوڑ کر روانہ ہوئے پہلی منزل پر گروہ ملا مکہ نے بہشتی گھوڑوں پر سوار سلاخ جنگ پہننے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نے تیرے جلدی ہو جانے کی خدمت میں جنگ بدر میں مدد کی۔ جو حکم ہو بجالائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا وعدہ وہاں کا تھا جہاں میری قبر ہوگی۔ وہ کر بلا ہے۔ جب میں وہاں پہنچوں گا تب (دیکھا جائے گا) اسی کتاب میں ہے کہ دوسری منزل پر جنات حاضر خدمت ہو کر طالب جاوید سے کہا آپ نے فرمایا اَمَّا قَوْلُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ "لَبِئْسَ الَّذِينَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ ابْنِ مَرْثَا جَعَلْتُ لِي كِتَابِ خِيَامٍ" یہ آیت نہیں پڑھی۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ جن پر قتل ہو جانا واجب لکھا گیا ہے وہ لوگ اپنے قتل گاہ کی طرف چل پڑے ہیں پس اگر میں وہاں نہ پہنچوں گا تو کون میری جگہ آزمایا جائیگا۔ علاوہ اسکے واقعہ کر بلا کو امام حسین نے مکہ معظمہ میں تمام حجاج کے درود خلیہ بیان فرمایا جہاں بڑے صحابی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن زبیر وغیرہ بہت سے صحابی موجود تھے روانگی کے سے تا کر بلا راستہ میں ہر منزل پر امام نے اپنے واقعہ کو ذکر کیا۔ منزل خزیمہ میں جناب زبیر نے جنات کا نوحہ سنا۔ منزل ثعلیبہ میں حضرت نے عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن سمیع کو واقعہ کر بلا سنایا۔ منزل اطلح عقبہ میں عمر بن یزید ان کو اپنا حال اور مال سنایا یہاں تک کہ دوسری تاریخ محرم بروز شنبہ حضرت کو کر بلا ہوئے اور نام کر بلا سنکر وہیں چڑاؤ ڈال دیا۔ اور سبکدوش کے کل حال بیان کر کے شب عاشورہ کو اپنے بیعت سے مطلق آزاد کر دیا علاوہ کدیا جیسے اصحاب با وفائے عرض کی کہ ہم آپ کی نصرت سے قطعاً جہانوں کے خواہ ہزار بار بھی مارے جائیں۔

محاسن بعد از واقعہ شہادت

تمام موجودات کے امام کا غم منایا ہوا بعد شہادت حسین پانچ آوازیں نشت کر دی
 میں بلند ہو میں اقل ملائکہ فردوس اپنے پیروں کو کمر لکر پکارے یا اهل انجاء البسوا
 ثواب الحزن فان فخر الرسول مذبحہ اسے ساکنان دریا۔ غم کا لباس پہن رو
 کیونکہ فرزند رسول قریح ہو گیا دوسرے جبرائیل نے آواز قد قتل الحسين بکربلا
 باتین زمین و آسمان لگائی۔ تیسرے خود جناب رسول خدا نے اپنی ریش مبارک ہاتھ
 میں لیکر آواز بلند فرمایا یا نبی قتلولک و من شرب الماء منقول چوستے
 جناب زینب و اخواہ و اسیدہ پکارتی ہوئی خیمہ سے مقتل کی طرف دوڑیں۔
 پانچویں ذوالجناح اپنے منہ کو آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے فریاد کرنا ہوا قتل سے خیمہ
 کی طرف دوڑا ارکان عالم میں ایک سخت انقلاب ہوا اور کل موجودات عالم پر غم کا اثر ہوا۔
 آسمان اور اہل کے فرشتے۔ آفتاب و مہتاب۔ ستارے۔ ہوا۔ زمین۔ درخت
 دریا۔ حیوانات۔ نباتات وغیرہ سب غم عالم کو ظاہر کیا۔ آسمان نے خون برسیا یا آسمان
 ٹوٹے۔ آفتاب کو گن لگا۔ پتھروں و درختوں نے خون اٹکا۔ سیاہ آندھی چلی۔ زمین
 میں زلزلہ آیا۔ پیادہ پل گئے۔ مچھلیاں بے چین ہوئیں دریا سے فرات میں تلطم ہوا
 جنات نے ملائکہ کے نوحہ و ماتم کیا۔ جانوروں نے جڑنا چھوڑ دیا پرندوں نے غل بچایا
 سات روز تک تمام عالم میں خلل عظیم برپا رہا۔

مجلس بر لاش سید الشہداء | طراح ناقل میں کہ میں مجروح
 و اگر جنات سو خدرا اور سامعین انبیاء و اولیاء | لاشائے شہداء کے درمیان میں پڑا
 ہزارات کو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ہوا و سفید پوش لاش حسین پر تشریف لائے انہیں
 سے ایک بزرگ نے اس طرح فریاد بلند کیا یا نبی قتلولک و ما عرفوک و من شرب الماء
 منقول و ما شرب جو شہد علی اللہ سہراوس بزرگوار نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب
 ہو کر یہ فرمایا۔ یا ابی اجم یا ابی ابراہیم یا ابی انفصل یا اخئی موسیٰ یا اخئی عیسیٰ یا
 ترون ما صنعت الطغاة بولدی لایا تا لہم شعنا عتی لے باپ آدم
 و ابراہیم اے بھائی موسیٰ عیسیٰ آیا تم دیکھتے ہو کہ میری سرکش امت نے میرے فرزند کو کیا
 کیا بدسلوکی کی ہے۔

مجلس حسین عہد منورہ | صاحب خصال نے دیگر محدثین نے عبد اور بن عباس کی روایت
 مسجد رسول خدایں | کی ہے کہ میں نے حضرت ام سلمہ کو زمانہ غنا ہاتھ کے سالن

بن جگر خراش کرتے ٹٹا ہے فرماتی ہیں کہ اسے دختران عبدالمطلب رونے میں میرا سا
 دو کیونکہ آج دنیا سے گلشن رسالت کا پھول جو انان بہشت کا سردار اٹھ گیا۔ پھر آپ نے
 اپنا خواب رسول کو فہم آلود شیشی بے پریشان حال دیکھ کر سب سے بیان کیا۔
 جناب سید سجاد نے جبکہ واپس مقتل میں پہنچے مع عمر تو نے مجلس حسین پر پاکی۔
 بازار کوفہ میں مجلس حسین | جناب زینب علیہ السلام نے اپنے خطبہ سنا کر قائم کی
 اور اہل کوفہ کو بلا لایا۔

مکہ معظمہ میں مجلس حسین | عبدالمداہن زہیر بن عوام کو جبکہ کہ میں خبر شہادت پہنچی
 ہے تو اہل کوفہ سے اہل مکہ کو جامع مسجد میں جمع کیا اور خود مہر پر جا کر خطبہ میں یوں ذکر
 حسین ادا کیا ایہا الناس اہل عراق بڑے نکار و غلابانہ میں خاص کوفہ واسے قسطنطین
 میں بڑے ہوئے بڑے بیوفایاں ثابت ہوئے اہل کوفہ نے حسین کے بغرض خلافت
 سپرد کرنے کے مہمان بلا کر غلامی حضرت کو مجبور کیا کہ ابن زیاد کی بیعت اختیار کریں
 پس خدا رحمت نازل کرے حسین پر اور ذلت دے لعنت کرے انکے قاتلوں کو۔
 بعد شہادت حسین کوئی اہل کوفہ کی قول قسم کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ قسم بخدا
 صائم البہار قائم اللیل مجھے بنی کی جانشینی کے مستحق تھے۔ حسین کے دربار میں
 تلاوت قرآن اور خوف خدا سے آوازیں بلند ہوتی ہیں یزید کے یہاں راگ
 رلیاں شراب کیاب باجا گانا ہوا لعب ہوتا ہے۔

بصرہ میں مجلس حسین | سرخین اسلام نے لکھا کہ خبر شہادت جبکہ بصرہ پہنچی
 اور بن ابجر بن جندبہ لکھتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے اہل بصرہ کو جمع کر کے یہ کلام
 دردناک جاری کیے۔ یعنی کس قدر ذلیل ہے وہ امت جسکے نایک افراد نے
 رسول کے فرزند کو قتل کیا۔ ابن مرہبان سے جن کے جد اور والد انتقام لینے کی ہر
 کہتے ہیں کہ اس غم میں اس قدر روئے کہ انکی آنکھیں ورم کر گئیں۔
 ربیع بن خثعم | کہ جبکہ خبر شہادت پہنچی تو سخت گریہ کیا۔

دمشق میں مجلس حسین | یزید نے امام زین العابدین کو مجلس حسین بحسب مرضی
 برپا کرنے کی اجازت دی اپنے شاہی مکان کوفہ
 کرایا دمشق کے محلو میں اس مجلس کا خاص اعلان کیا گیا اس قدر عورتیں ہاشمیہ ہوں
 کہ قریشہ وہاں جمع ہوئیں کہ جنگا شمار و شوار تھا۔ سب نے ملکر الجور کیا تھا وہ قاتل کیا۔

کہ شہر دمشق میں کرام چلایا یہ مجلسیں دن رات ایک ہفتہ تک وہاں قائم رہیں۔
جامع مسجد دمشق | میں یزید نے اہل شام کو جمع کر کے سید سجاد کو بلایا اور اپنے
 خطیب کو حکم دیا کہ مسجد میں بر سر منبر علیؑ کو آل علیؑ کو برا کہہ
 اور یزید کی تعریف کر تو خطیب نے حکم یزید کی تعمیل کی۔ امام نے فرمایا (اوسے
 کیفیت) کہ نے اک بندہ کی رضامندی پر اپنے خدا کو ناراض کر لیا بعدہ اپنے بھی
 بر سر منبر کچھ بیان کر نیکی اجازت چاہی اس نے اجازت نہ دی مگر حاضرین مجلس کے
 اصرار سے یزید سے مجبوراً اجازت دی آپ نے منبر پر جا کر وہ خطبہ فصیح ارشاد کیا کہ حق
 و باطل کو جدا کر کے حاضرین کو رلایا اور یزید کو مجمع عام میں ذلیل و رسوا کیا۔
 خطبہ مع ترجمہ اچھ طوالت ترک کیا جاتا ہے۔ جو معتبر کتابیں مذکور رہے۔ نورالعین
 ص ۷۹ و ۸۰ کو تصانیف دیکھو۔

مجلس اہلبیت وشت کر بلا | میں زبیر بن جریج اوسوقت قائم ہوئی جبکہ
 وہ قافلہ کو براہ کر بلا لیکر واپس ہوئے وہ
 سیویں صفر کی تھی۔ اوس روز خباب جابر بن عبد اللہ انصاری مع ایک جماعت
 اہل مدینہ کے کر بلا میں موجود تھے سب نے لکر خباب سیدہ کو پرستہ دیا۔

بشیر ابن جریج نامی علمبردار
جن کے ہمراہ کل مدینہ مع اہلبیت سوار
 جبکہ اہلبیت کا قافلہ قریب مدینہ پہنچا تو حضرت سجاد نے بشیر ابن جریج کو طلب کر کے ارشاد
 کیا کہ تیرا باپ شاعر تھا تو میں کچھ کہہ اور مدینہ میں ہمارے آنے کی خبر پہنچا دے۔
 بشیر حکم امام مدینہ میں آیا اور مسجد رسول کے منار پر کھڑے ہو کر یاد ازلہندہ
 قصیدہ پڑھا اہل مدینہ کو ستائے سے

یا اہل یثرب لا مقام لکم ہما
 قتل الحسین فادمعی مدنا
 والجسم منه بکربلا وضو حج
 فالناس منه علی القضا فیدار

اسے اہل مدینہ اب مدینہ بننے کے قابل نہیں کیونکہ سوار مدینہ حسین علیہ السلام شہید
 ہو گیا اور سکا جسم وشت کر بلا میں کسی روز برہنہ پڑا۔ یا اوسکا سر نوک نیزہ جو شہر شہر
 پھرایا گیا اسے ابن مدینہ میں تکو خبر دیا ہوں کہ علی بن حسین اپنے لئے ہوسے قافلہ کے

وارد ہوئے ہیں اور ہمارے شہر کے یا ہر شہر کے ہیں۔ جلی آواز پر شہر کے تمام مرد اور
عورتیں بچے کیا بڑے سرو یا برہنہ گھر سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور اقتدار انہو ہو گیا کہ
گھوڑے پر چلتا دشتوار ہو گیا اور پیدل چلا۔ یہ تمام مجمع حضرت مجاہد کی خدمت میں حاضر ہوا۔
حضرت نے بیرون مدینہ خیمہ نصب کرا کے کرسی پر قیام کیا و مال حضرت کے ہاتھ میں تھا
جس سے آئینہ پوچھتے جاتے تھے۔ اہل مدینہ نے جبکہ حضرت کو دیکھا ہائے وائے کے
نعرے بلند کیے۔ آپ نے اتنا رہ کیا کہ ذرا خاموش ہو جاؤ۔ پس حضرت نے اپنے باپ حسین
منظوم کی مجلس مصائب حال اس طرح سے ادا کیا کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے۔
سید سجاد نے چالیس سال تک تاحیات اس مجلس کو قائم رکھا۔ کھانے پینے کے
وقت ذکر حسین کو نہ بھیولے۔ حضرت زینب نے تمام عمر اسی مصیبت میں کاٹی۔

حضرت ام الملیٰ رباب زوجہ امام نے ایک سال تک قبر حسین پر مجاور رہی اختیار کی
یہ سلسلہ مجالس ۹۵ تک ہو چکا ہے پھر حضرت امام باقر علیہ السلام نے اپنے زمانہ امامت
میں جاری رکھا آپ تمام اوقات زمانہ سے علانیہ مجلس برپا نہیں کر سکتے تھے ہاں
اگر آپ کے ہمنیال مومن جمع ہو جاتے تو ذکر حسین فرماتے۔ ان خفیہ مجالس کا سلسلہ
۵۱۷ تک رہا اسکے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا دور آیا جس میں
سلطنت کی حالت تبدیل ہو رہی تھی۔ بنی امیہ کی دولت کا زوال تھا۔ بنی عباس کی
حکومت کا زمانہ آیا۔ دوز سلطنتیں آپس میں مشغول تھیں۔ حضرت نے ایسے موقع کو
غنیمت جان کر ذکر حسین کو خوب رائج فرمایا۔ شہر اسے مرثیہ کہلاواتے۔ آپ کے زمانہ
کی مجالس کا تذکرہ کثرت تراویح میں موجود ہے۔ مجالس علانیہ بلا خوف ہو جاتی تھیں
اور اس زمانہ کے طرز سے طبعی تھیں۔ چنانچہ زیر شہام سے روایت ہے کہ میں حضرت
صادق کی ایک مجلس میں موجود ہوا وہاں جعفر بن عقیل طالی حضرت کی خدمت
میں حاضر تھا۔ حضرت نے جعفر سے کہا کہ تو میرے جد حسین کا مرثیہ کہتا ہے۔ جعفر نے
قبول کیا۔ حضرت نے مجلس آراستہ کر لیا حکم دیا۔ مجلس آراستہ ہوئی۔ اہل الحرم کے کھڑے
پر وہ نصب کیا گیا۔ جعفر ممبر پر گیا۔ مرثیہ پڑھا۔ حضرت سن کر بہت روئے۔ سید سجاد
پر۔ دس سے دس کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت نے فرمایا ہمارے مجلس میں ملائکہ حاضر تھے
جو شفقت میرے جد حسین کیواسطے ایک شہر کے اور لوگوں کو رلائے۔ خدا اس پر رحمت فرما
کر تا رہے۔ اس عید میں کثرت سے شہر اسے مرثیہ کہے اور مجالس کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ سلسلہ

شکستہ تک فتنی ہوتا ہوا اسکے بعد جناب امام موسیٰ کاظم کا دور ہوا حضرت کی امامت کا زمانہ
 جناب باقر کے زمانہ سے مشابہ تھا کیونکہ سلطنت بنی عباس مستحکم ہو گئی تھی اور یہ لوگ بھی
 کی طرح آل رسول کے ذکر کردہ دست نہ رکھتے تھے حضرت کے عہد میں پھر مجالس حسین کا سلسلہ خفیہ
 ہو گیا یہ خفیہ سلسلہ ۸۳ھ تک ختم ہوا اور دور امامت ثامن حضرت امام موسیٰ رضا شروع
 ہوا۔ آپ کو خلیفہ عباسی نے اپنا ولیعہد بنایا اس ولیعہد کی کے زمانہ میں حضرت نے مجالس
 کی علانیہ اشاعت کی۔ آپ کا ذکرین مرتبہ خوارزم کو بعد ختم مجالس نقدی کچھ تکالیف دیتے
 اور بعد ہر جمعہ بھی مقرر کیا گیا اس زمانہ میں علما نے شعرا نے مرثیے کہے حضرت خود مجالس
 کا انتظام کرتے ذاکرین شعرا عشرہ تک خدمت میں رہے خود بھی نئے اجداد طاہرین کے فضائل
 بیان فراتے۔

مجلس شعا اول محرم | کو واقع ہوئی۔ کتاب خصال میں مضمون بن اویان ابن شیبہ سے
 روایت پر بیان کہتا ہے کہ میں نے پہلی مجلس میں حضرت سے
 ماہ محرم کی واقعات سنے۔ دوسری مجلس مشہور محرم میں مصائب حسین قضائیل محرم
 بیان کی تیسری مجلس میں وفد یناہ بدیع عظیم کی تفسیر بیان کی آپ نے فرمایا۔ جو شخص
 ہمارے مصائب یاد کرے روئے اور رولا نکاح قیامت کے دن ہمارے
 ساتھ ہو گا۔ پانچویں مجلس میں دلیل شاعر نے قصیدہ پڑھا۔ بعد ختم مجلس حضرت نے اکیسویں
 اشرفی عنایت فرمائی پچاس ہزار درہم ہاموں خلیفہ نے دیے۔ فضل بن سہل وزیر ابو
 نے ایک گھر ڈالا۔ اور سرایا جوڑا بیت ساقی کو دیا چھٹی ساتویں اور آٹھویں مجلس
 میں دلیل نے تین مرثیے کہے جو کہ مقبول امام رضا ہوئے۔

مجلس روتہ عاشورہ | دلیل فدائی نے بیان کیا کہ یہ مجلس لوگوں سے پڑھتی حضرت منو
 و سگوار درمیان میں اشرف فرما میں جبکہ مجھ کو دیکھا فرمایا مرحبا
 یا د عبیل۔ مرحبا بنا صر نابیکہ ولست اربہ مرحبا ہوا سے دلیل اور مرحبا ہو
 اور پھر جبکہ ہماری ہر کرے اپنے ہاتھ اور زبان سے آپ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ
 تو میرے جہنم نہ گوارہ کا مرثیہ سناس۔ آپ نے پردہ کا حکم دیا۔ پس پردہ عورتیں بیٹھ گئیں
 اور مجھ کو مرثیہ کا حکم دیا میں نے چند شعر پڑھے خیر سخت گریہ ہوا۔
 ان مجالس کا سلسلہ ۲۰۲ھ تک جاری رہا۔ اسکے بعد ۲۰۳ھ تک حضرت امام
 محمد جواد امام علی نقی کو امام حسن عسکری نے حسب موقع مجالس کا سلسلہ باقی رکھا مگر علانیہ

رہا کیونکہ انکے زمانہ کا خلیفہ دشمن خاندان رہا تھا۔

تاریخ الخلفاء مطبوعہ لاہور کے اردو ترجمہ میں جو کہ ڈاکٹر الطر صاحب نے کیا ہے دیکھ لکھا کہ اس سلسلہ میں مجالس کا سلسلہ ایسا مخفی ہوا کہ بارہویں امام نے غیبت اختیار کی اس غیبت کو غیبت صغریٰ کہتے سلسلہ حضرت کے نائب علانیہ مجالس کرتے یہاں تک کہ دولت بنی عباس مضمحل ہو گئی اور آل بویہ کی حکومت آئی۔

پس معز الدولہ احمد بن بویہ نے سلسلہ ۲۸۵ھ میں پھر اس مخفی شدہ سلسلہ کو ظاہر کیا اور سب سے پہلے بغداد میں مجلس حسینؑ کا علانیہ قائم ہونے لگی۔

بغداد میں علانیہ مجلس حسینؑ | چنانچہ صاحب شریع شافعیہ نے تاریخ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ سلسلہ ۲۸۵ھ میں معز الدولہ نے اہل بغداد پر لاوم کر دیا

کہ روز عاشورہ حضرت امام حسینؑ پر ماتم و نوحہ کریں بازار بند کئے جائیں۔ (اور کوئی اس روز کھانا نہ کھائے۔ اور ابن درودی نے تنہا مختصر میں لکھا ہے کہ سلسلہ ۳۵۴ھ ہجری میں معز الدولہ نے حکم دیا کہ امام کا روضہ و ماتم کیا جائے اپنی عہد میں پریشان بال رہیں۔ ابن ذر لاق نے تاریخ مصر میں بھی لکھا ہے۔ سلسلہ ۳۶۳ھ میں ابوالمہتمم معد بن منصور عبیدی فاطمی نے مصر میں روضہ جناب نقیہؑ اور کلثوم اور مشہد اس کریم پر مجلس حسینؑ برپا کی۔ اس زمانہ سے آج تک ان تیوں مقامات پر عشرہ محرم میں مجالس برابر جاری رہیں۔

(تاریخ مشہد اس کریم مطبوعہ مصر)

جامع کبودی بغداد میں مجلس حسینؑ | یا قوت جوینی اپنی کتاب معجم میں لکھتے ہیں کہ ابن عبد الرحیم نے روایت کی کہ مجھ سے

جامع نے بیان کیا کہ میں ایام جوانی میں اپنے باپ کے ہمراہ سلسلہ ۷۳۵ھ میں جامع کبودی بغداد میں آیا جو کہ مسجد ورائین اور صناعم کے درمیان سے وہاں لوگوں کا بڑا مجمع تھا۔ ناگاہ اک مرآ یا جس پر چادر پڑی تھی ہاتھ میں ایک کڑھ بٹھنے اور عصا تھا براگندہ حال تھا اس نے حاضرین پر سلام کیا اور پڑی نرم آواز سے کہا کہ میں سونے فاطمہؑ ہر اہل سب نے مرجھا لیا اور سب نے ایک بلند مقام پر اور سکوٹھا دیا۔ اگاہا اے حاضرین تم احمد عزوق نوحہ گر کو پہچانتے ہو سب نے کہا کہ وہ اس جگہ موجود ہے۔ اس نے مجمع میں جناب سیدہ کا خواب اور پیام بیان کیا جس پر لوگوں نے بہت گریہ کیا۔

عالم برنج میں مجلس کی کیفیت | علامہ اسحق اسفرائینی نے اپنی کتاب میں خواب
بنیاتی جناب سکینہ | جناب سکینہ کو بیان کیا کہ انھوں نے خواب میں
جناب سیدہ کو پریشاں حال مع زمان انبیاء دیکھا

بروز قیامت مجلس حسین | میدان حشر میں قائم ہوگی ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں
اور ملا حسین کا شفی و اعظ صاحب تفسیر حسینی رضی اللہ عنہ
میں شہاب الدین ابو بکر خضرمی وغیرہ نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا
دن ہوگا اور تمام مخلوقات انسان جنات ملائکہ انبیاء اولیاء اوصیاء اقطاب ابدال عرصہ محشر میں
حاضر ہونگے ایک مناوی نہ اکرے گا کہ اے اہل محشر اپنے سر کو جھکا دو اپنی آنکھوں کو بند کر لو جناب
مصدقہ طاہرہ عرصہ محشر میں تشریف لاتی ہیں جنکی حالت یہ ہوگی کہ سر پر عمامہ پر خون ساقی کوثر
ہوگا کندھوں پر جلمہ پر خون حسنین ہاتھ میں جناب رسول کے دندان مبارک گوہر میں لاشعری
بہ صورت ذکر حسین کر کے اہل محشر کو رو لائیں گی اور اپنے خالق سے فریاد کریں گی۔

محالیں غم میں نوے مرتبے اور حدیثیں

نوحہ اور مرثیہ | جس نظم میں مردہ کے غم و مصیبت کا ذکر ہوتا ہے اسکو نوحہ یا مرثیہ کہتے ہیں۔
انکا مقصد اور فائدہ | نظم ہو کہ نثر تحریر یا کہ زبانی غرض کسی طرح سے اظہار غم ہونے دل کی
بھڑاس نکالنے سے آدمی کو چین آجاتا ہے اور معتقدین سے حسین کا کسی قدر حق ادا ہو جاتا ہے
(۲) بجز نیک اخلاق تہذیب اور معرفت و محبت خدا اور رسول اور اصول اسلام نہ میت دنیا اور شیطان معلوم
ہونے کے اور کوئی قابل نفرت قابل اعتراض بات نہیں ہوتی۔

مرثیہ میں اضافہ نوحہ خوانی میں تو نہیں لیکن مرثیہ گوئی میں شیعوں نے اور انکی پیروی میں دیگر
معتقدین نے اپنے اسلامی پیشوا اماموں کے غموں مصیبتوں کے ذکر کے ساتھ انکے بہت سے
فضائل مناقب شجاعت سخاوت انکے واقعات لطائف کی پوری کیفیت انکے سراپا انکی تلوار
اور باو پاک کی تعریف ساقی نامے دنیا اور شیطانی باتوں کی مذمت ہر قسم کی خلاق نصیحت صوفیانہ
کاسیق غرض کہ بہت سی باتوں کا اضافہ کیا اور نام وہی مرثیہ رکھا۔

حدیث رفتہ میں اور | مرثیہ کے ساتھ محالیں میں حدیث بھی پڑھی جاتی ہے۔ حدیث کیا ہے
انکے راوی پہلے کو لیا ہوا | وہ دراصل قول رسول کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح میں اسقدر عام ہوتی
کہ قول رسول کو نقل کرنے کے علاوہ ائمہ کے اقوال کے علاوہ (جبکہ قول وہی قول رسول ہے) |

سب قسم کے رطب و یابس لوگوں کے اقوال یا ان کے ذریعہ کی روایتیں جس کتاب میں جمع ہوں وہ سالم کتاب یا کراۃ المائے کے مصائب اور کربلا کے واقعات جس زبان میں یکجا ذکر ہوں وہ کتاب حدیث کہی جائے گی۔
جملہ اصحاب و ازواج رسول جملہ خاندان رسول کے جھگڑے اور قصے اور المائے کے واقعات اور کربلا کے حالات غرض کہ ہر اک کی بھی بری باتیں سب اسی وقت سے یا کچھ دنوں بعد سے وقتاً فوقتاً پہلے ان راوی مسلمانوں کے قلم سے کتابوں میں بیچ ہونے لگیں جو کہ علیؑ کے اور حسن اور حسینؑ کے مخالف تھے ان سے اسے یا جو اصحاب ثلاثہ یزید و معاویہ کے طرفدار علیؑ کی بلا فضل خلافت اور دیگر المائے کی نیابت سے ہمیشہ ہزار ہی نہیں بلکہ ان کے نام و نشان کو مٹانے والے ہوئے جنکا نام معاویہ نے اپنے زمانہ میں اہلسنت و الجماعت رکھا تھا۔ حمید ابن مسلم وغیرہ جملہ راوی لشکر یزید کی طرف سے مقرر تھے جس کے چھوٹے لشکر میں کسے باقی چھوڑا تھا کہ جو اپنا ڈکھڑا اور دشمنوں کی شکایتیں حکایتیں لکھتا۔
کچھ عورتیں چند بچے ایک غریب سید سجاد و اجار بیار فقط نسل امامت اور ڈکھڑا بیان کرنے کے لیے بقدرت خدا چھوڑ گئے ورنہ وہ بھی سب دشمنوں کے ہاتھوں ختم ہو جاتے۔

بعد کو مدینہ میں یا دیگر مقامات پر جو لوگ چند گنے چنے صرف علیؑ کو اپنا خلیفہ بلا فضل مانتے تھے وہ نہ اس وقت نہ بعد کو دیگر خلفائے اسلام کے خوف سے خود کو شیعہ دوستدار آل رسول ظاہر نہیں کر سکتے تھے تو وہ کیا غریب اپنے قلم سے اپنے المائے کی فضیلتیں اور دشمنوں کے ظلم و ستم لکھ سکتے تھے ہر اک امام کے زمانہ میں قطعی آزادی کسی کو نصیب نہ ہوتی۔ وہ ڈھائی سو سال کے قریب یوں ہی زمانہ گزرتا گیا المائے کے زمانہ حیات میں یا بعد یزید و دیگر خلفائے اسلام کے عہد میں عرصہ دراز بعد جب کبھی کسی شیعہ کو اپنے مافی الضمیر کو تحریر میں لانے کا موقع ملا تو اس نے یا تو بذات خود اپنے المائے کے اقوال و روایات سن کر جمع کیے یا کہ اپنے برادر راویان اہلسنت کی جمع شدہ روایتیں جمع کر کے شائع کیں۔ و خیر رسول زوج بتول سے صحابہ و بعض ازواج رسول کی مخالفتیں غدیہ رخم پر خلافت علیؑ کی نہراویوں مسلمانوں میں دستار بندی۔ سقیفہ میں خلافت صحابہ کے حالات جو کہ اہل تسنن راویوں نے جمع کر دیے تھے انہیں کابل تشبیہ نقل کر کے پھرم اور خطا دار پھرائے جانے لگے اب ان میں وہ روایات ضعیف ہوں یا قوی و مدعیہ برگردن راوی۔ علم الرجال سے سوائے عالم کے ہر ایک ائمہ نہیں۔ اگر کوئی شیعہ یا کہ شنی شاعر اپنے کلام میں حشر ہو یا کوئی نظم ہو نقل کرے اپنے مقام پر نہایا کہ مجلس کے موقع پر پڑھے دے کہ برگ خطا دار ہوگا کیونکہ اسکی نیت فقط گریہ و بکا سے ثواب حاصل کرنے کے لیے سچی اور درست تھی۔ ہاں جو شخص کسی ضعیف روایت کو یا جو علم ضعیف امام پر عیب اور الزام وارد کرنے کے لیے پڑھے یا مسائے تو وہ بلا شک مجرم اور قابل سزا ہو سکتا ہے یا جو کوئی اپنی طرف سے غیر کتابی ذریعہ کے کوئی واقعہ ایجاد کر کے روایات کتابی میں

شامل کرے گا وہ خطاوار ہوگا۔

عربی فارسی احادیث تو اسے اور مقابل کی کتابوں میں جو مناقب مصائب آل یسویٰ خصوصاً احوال امام حسینؑ انرا بتانا اہم تھا۔ عورتوں مردوں اور بچوں کی گفتگو میں اصحاب اور شقیہ کی کیفیتیں مفصل یا مختصر سیدھی سادی طرح سے ذکر میں انکو ہندوستانی شعرا نے خاص کر اپنے دلیں کے طرز عمل طرز گفتگو کے بموجب ذکر جو اس موقع پر نظر آتا ہو کر کرتی ہے اپنے مرثیوں میں اس طرح ڈھال لکھا دیا کہ گویا یہ شخص وہاں موجود تھا یا کہ اس طرح سے وہاں پہلے باتیں اور گفتگو میں ہوئی ہوگی۔ اس قسم کی طرنا دیکھنی ہر اک اہل مذہب کے کلام میں پائی جائے گی دنیا سے نرالی جدید قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ ایسے کہ عام و خاص سہولت واقعات کر بلا کا تصور کر کے آل مجلس گریہ و بکا حاصل کر سکیں یہ انکا حسن مذاق اور طبیعت کی جملانی ہے اگر اس طرح سے مختلف مذاق کے جائز تخیلات سے کام نہ لیں مختلف قسم کے مروجہ رنگ نہ چڑھائیں اور دو چار سیدھی سادی صاف باتوں میں واقعات و مصائب کر بلا کا قصہ تمام کر دیا کرے تو عام کیا خاص سامعین پر بھی کچھ اثر نہ ہوتا اور اپنا فرض منصبی مجالس سے ادا کرنے والوں کے سوا عام لوگوں میں انکے کلام سے رغبت اور واقعہ کی شہرت یوں نہ ہوتی۔

مبالغہ اور کمال شاعری | ہر اک شاعر اپنے مہر و جہ یا محبوب کے مقابل اپنے مطلب و غرض سے یا بلا مطلب فقط اپنی محبت اور خوش اعتقادی سے

بکثرت دنیا میں سلف سے آج تک مبالغوں کو ختم کرنا اور کمال شاعری دکھاتا رہا اور نہیں مبالغہ آمیزی بلند پروازیاں تا قیامت دکھاتا جائے گا لیکن بجائے تعریف کوئی انکو نفرت و حقارت سے نہیں دیکھتا لیکن اگر وہ یا کہ دیگر شیعہ یا کہ سنی شاعر اپنے مبالغوں کو اپنے کمالات شاعری کو دنیاوی مہر و جہ اور محبوب کے ساتھ یا ان کو لات مار کر فقط شہدائے کر بلا جیسے رلیز میں اور علی جیسے شجاع و بہادر کے لیے ختم کر دے تو وہ کیوں قابل مضحکہ قابل انکشت نامی ہو جائے گا۔ اک خاک کی نجس ناپاک تیلہ کو اس قدر بڑھا کر عرش کا شمار کیا جائے عرش پر بٹھا دیا جائے۔ فرشتہ اور نبی بنا دیا جائے تو کچھ مضائقہ قابل مضحکہ بات نہ ہوگی اگر نوری بندوں آسمان کے تاروں عرش کے گوشواروں کی تعریف مبالغہ نہیں حقیقتاً بھی کی جائے تو وہ عرش سے فرش پر گرا دی جائے اور قابل مضحکہ کر کے شہیت اور غلو سے یا کذب و افتراء سے محبوب کی جائے۔ (سبحان اللہ)
 (امیدوار دعا بندہ حق مقرر حقیقت ابو ظفر بن حاجی سید رضی صاحب مرحوم مرقومہ الحرمہ)

زاد آخرت

آدمی کو چاہئے کہ بقدر علم و تقدر قوت ہاتھ سے زبان سے قلم سے وہ مفید کام کرے کہ جس سے کچھ فائدہ پہنچے اور ایک مدت تک اس کی یاد تازہ رہے۔ زبانی تقریر کا اثر فقط اس کے ذکر تک ہوتا ہے اگر گفتگو کے وقت کسی نے تقریر کی وہ ادائی تو غیروں کو کیا فائدہ ہو یا کہ علی بائیں جو کسی جگہ سنی بھین وہ جب بھول گئے تو خود شریک ہونے والے پر اور غیروں کو کیا فائدہ ہو یا بغیر قلمی تحریر و دست کے بہت سے عالم ضلیم و فلاسفہ نے ہوا اپنے دل لے گئے۔ اور کسی نے بھی نہ جانا کہ وہ کون تھے اور کیا کمال رکھتے تھے لہذا جلد سے جانیو الی۔ تقریر کی بوائی باتوں سے پرہیز کر کے علمائے حکمائے سابق و حال کی تقلید کی بنا پر واجب سمجھ کر بغیر کسی کے کچھ بغیر ہمارے قدرتی شوق و چہرے برس سے غالب ہو کر بوقت فرصت کم و بیش نہایت پابندی سے محنت و جانفشانی اٹھا اٹھا کر پچاس سے زائد کم و بیش مقدار کی کتابیں لکے ہاتھوں تیار کر دیں جن میں چند اکثر ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے مضامین پر کسی نے اب تک مستقل طور پر قلم نہیں اٹھایا ہے وہ یہ ہیں (۱) شام غم فلسفہ غم دنیا کے غم سے حشیں کا غم ثابت کیا ہے (۲) فلسفہ تکلیف و مقصبت (۳) فلسفہ شجاعت اس میں شجاعت کی حقیقت دکھا کر چند شجاعان کو بلا کی بہادری دکھائی ہے (۴) فلسفہ بلاد آرمائش (۵) فلسفہ محبت کی ترصیف پر پہنچت کے مسائل کیساتھ فریقین کے کل عقائد و اختلافات کو نئے عنوان سے دکھایا ہے کہ کوئی انکار نہ کر سکے سیکڑوں دین و دنیا کی باتوں کا من بھانا فیصلہ نہیں ثابت کیا ہے چھپنے والی ہے (۶) رشک بنیم فلسفہ گریہ و بکا (۷) فلسفہ صبر و انبیا کے صبر سے حشیں کا صبر مقابلہ کر کے مانگ غبار عشرت ثابت کیا ہے (۸) فلسفہ حسن و عشق کے مسائل میں عقل کے پر وہ میں حقیقی اسلام کا حسن دکھایا ہے چھپنے والی ہے (۹) فلسفہ مذہب اور حقیقت اسلام یہ کل مذاہب کے مقابل میں اسلامی حقیقت اپنی شان و کھائی ہے یہ بھی مختصم ہے (۱۰) فلسفہ شہادت چند ورق کا رسالہ چھپا نہیں (۱۱) فلسفہ قرآن اہلبیت علیہ السلام مرتب عالم فاروق حق و باطل یہ تمام دنیا کو حق و باطل خیر و شر تقدیر و جبر کی شناخت کل اچھائیوں برائیوں کی پہچان طہارت نجاست کثافت کی پہچان بتاتی ہے یہ سب میں ایک لا جواب قابل قدر کتاب ہے چھپنے والی ہے (۱۲) مجذوب کی بڑھوت کی حقیقت کو صفحہ سے کم نہیں (۱۳) معیار تمدن مذاہب اس میں دنیا و دین کے بلا نقصان شکایت قائم رکھ سکے کے سبب میں تقیہ و تولاہرات و محبت کو ثابت کیا چھپا نہیں (۱۴) فلسفہ برات و نا کام (۱۵) فلسفہ شادی و دست (۱۶) کارنامہ محرم محمد و تغیر داری کی حقیقت بتانے والی سر (۱۷) ترانہ قدرت فانی (۱۸) شریکی حقیقت و غیرہ

卷之四
 四
 五
 六
 七
 八
 九
 十
 十一
 十二
 十三
 十四
 十五
 十六
 十七
 十八
 十九
 二十
 二十一
 二十二
 二十三
 二十四
 二十五
 二十六
 二十七
 二十八
 二十九
 三十
 三十一
 三十二
 三十三
 三十四
 三十五
 三十六
 三十七
 三十八
 三十九
 四十
 四十一
 四十二
 四十三
 四十四
 四十五
 四十六
 四十七
 四十八
 四十九
 五十
 五十一
 五十二
 五十三
 五十四
 五十五
 五十六
 五十七
 五十八
 五十九
 六十
 六十一
 六十二
 六十三
 六十四
 六十五
 六十六
 六十七
 六十八
 六十九
 七十
 七十一
 七十二
 七十三
 七十四
 七十五
 七十六
 七十七
 七十八
 七十九
 八十
 八十一
 八十二
 八十三
 八十四
 八十五
 八十六
 八十七
 八十八
 八十九
 九十
 九十一
 九十二
 九十三
 九十四
 九十五
 九十六
 九十七
 九十八
 九十九
 一百

